﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللهِ يُؤتِيهِ مَن يشاء ☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰى اَن يَبعَثَكَ رَبُّكَ مَقاماً محموداً﴾ (بنی اِسرائیل:٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۲/اکتوبر ۱۹۹۸ء شمارہ ۴۰

۱۲/جمادی الثانی ۱۴۱۹ ہجری ☆ ۲/اخاء ۱۳۷۷ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

تزکیہ وہی ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دنیا میں سکھایا گیا

نماز میں رو رو کر دعائیں مانگو تا اللہ تعالیٰ تم پر اپنے فضل کی نسیم چلائے

"بندوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو انعامات و اکرامات ہوتے ہیں وہ محض اللہ پاک کے فضل و کرم سے ہی ہوتے ہیں۔

پیروں، فقیروں، صوفیوں، گدی نشینوں کے خود تراشیدہ اوراد، وظائف، طریق رسومات سب فضول بدعات ہیں جو ہرگز ہرگز ماننے کے قابل نہیں۔ اگر یہ لوگ کل معاملات دنیوی و دینی کو ان خود ساختہ بدعات سے بھی درست کر سکتے ہیں تو یہ ذرا ذرا سی بات پر کیوں تکرار کرتے، لڑتے جھگڑتے۔ حتیٰ کہ سرکاری عدالتوں میں جائز و ناجائز حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ سب باتیں دراصل وقت کا ضائع کرنا اور خداداد دماغی استعدادوں کا تباہ کرنا ہے۔ انسان اس لئے نہیں بنایا گیا کہ لمبی تسبیح لے کر صبح و شام تمام لوازمات و حقوق کو تلف کر کے بے توجہگی سے سبحان اللہ، سبحان اللہ میں لگا رہے۔ اپنے اوقات گرامی بھی تباہ کرے اور خود اپنے قویٰ کو بھی تباہ کرے اور اوروں کے تباہ کرنے کے لئے شب و روز کوشاں رہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی معصیت سے بچاوے۔

الغرض یہ سب باتیں سنت نبوی کو چھوڑنے سے پیدا ہوئیں۔ یہ حالت ایسی ہے جیسے پھوڑا کہ اندر سے تو پیپ سے بھرا ہوا ہے اور باہر سے شیشے کی طرح چمکتا ہے۔ زبان سے تو ورد و ظائف کرتے ہیں اور اندرونے بدکاری و گناہ سے سیاہ ہوئے ہوئے ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ سب کچھ خدا تعالیٰ سے طلب کرے۔ جب وہ کسی کو کچھ دے دیتا ہے تو اس کی بلند شان کے خلاف ہے کہ واپس لے۔ تزکیہ وہی ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دنیا میں سکھایا گیا، پیدا کیا گیا۔ یہ لوگ اس سے بہت دور ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں سارے دن میں چار دفعہ دم لیتا ہوں۔ بعض فقط ایک یا دو دفعہ، اس سے لوگ ان کو ولی سمجھ بیٹھتے ہیں اور ایسی واہیات دم کشی کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ فخر کے قابل یہ بات ہے کہ انسان مرضیات الٰہی پر چل کر اپنے پیغمبر نبی کریم ﷺ سے صلح و آشتی پیدا کرے جس سے کہ وہ انبیاء کا وارث کہلائے اور صلحاء و ابدال میں داخل ہو۔ اسی توحید کو پکڑے اور اس پر ثابت قدم رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا غلبہ و عظمت اس کے دل میں بٹھادے گا۔

وظیفوں کے ہم قائل نہیں۔ یہ سب منتر جنتر ہیں جو ہمارے ملک کے جوگی ہندو سنیاسی کرتے ہیں جو شیطان کی غلامی میں پڑے ہوئے ہیں۔ البتہ دعا کرنی چاہئے خواہ اپنی ہی زبان میں ہو۔ سچے اضطراب اور سچی تڑپ سے جناب الٰہی میں گداز ہوا ہوا ایسا کہ وہ قادر الحی القیوم دیکھ رہا ہے۔ جب یہ حالت ہوگی تو گناہ پر دلیری نہ کریگا۔ جس طرح انسان آگ یا اور ہلاک کرنے والی اشیاء سے ڈرتا ہے ویسے ہی اس کو گناہ کی سرزنش سے ڈرنا چاہئے۔ گناہگار زندگی انسان کے لئے دنیا میں مجسم دوزخ ہے جس پر غضب الٰہی کی سموم چلتی اور اس کو ہلاک کر دیتی ہے۔ جس طرح آگ سے انسان ڈرتا ہے اسی طرح گناہ سے ڈرنا چاہئے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی آگ ہے۔

ہمارا مذہب یہی ہے کہ نماز میں رو رو کر دعائیں مانگو تا اللہ تعالیٰ تم پر اپنے فضل کی نسیم چلائے۔ دیکھو شیعہ لوگ کیسے راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ حسین حسین کرتے مگر احکام الٰہی کی بے حرمتی کرتے ہیں حالانکہ حسین کو بھی بلکہ تمام رسولوں کو استغفار کی ایسی سخت ضرورت تھی جیسے ہم کو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین کا فعل اس پر شاہد ہے۔ کون ہے جو آپؐ سے بڑھ کر نمونہ بن سکتا ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم، طبع جدید، صفحہ ۳۲۲، ۳۲۳)

آنحضرت ﷺ نے سب سے بڑھ کر امانت کا حق ادا کیا۔ اگر آپ آنحضرت ﷺ کی سیرت کی روشنی میں امانت کے مضمون کو سمجھیں تو آپ کی زندگی ہر لمحہ سنورتی چلی جائے گی

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۸/ستمبر ۱۹۹۸ء)

لندن (۱۷ر ستمبر): سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ المومنون کی آیات ۲ تا ۴ کی تلاوت کی اور ان آیات کا مضمون بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات پیش فرمائے اور بتایا کہ مومن اپنی امانتوں اور عہدوں میں دور دور کا خیال رکھتے ہیں اور ہمیشہ اپنی امانتوں اور عہدوں کی پڑتال کرتے رہتے ہیں اور تقویٰ کی دوربین سے اس کی اندرونی کیفیت کو دیکھتے رہتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ درپردہ ان کی امانتوں اور عہدوں میں کچھ فتور ہو۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انسان کے اندر اس کی نفس

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۱۲/ستمبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی وہ کلاس جو ۲۵/جون ۱۹۹۸ء کو امریکہ میں ریکارڈ ہوئی تھی براڈکاسٹ کی گئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد بچوں نے ذیل کے عناوین پر انگریزی میں تقاریر کیں:

"آنحضرت ﷺ کی بچوں کے ساتھ شفقت، اکرموا اولادکم، M.T.A & Ahmadiyya Movement in Islam" وغیرہ وغیرہ۔

ایم ٹی اے اور جماعت احمدیہ کے موضوع پر ایک بچے نے فصیح اور خوبصورت تقریر کی لیکن حضور انور نے فرمایا کہ اس موضوع پر میں آپ کی طرف سے وہ اہم نکات جو آپ نے چھوڑے ہیں بیان کرتا ہوں۔ آپ نے ترجمۃ القرآن کلاس کا ذکر نہیں کیا جس میں میں خود قرآن مجید سکھاتا ہوں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ عرب لوگ کہتے ہیں کہ اس کلاس کے ذریعہ سے قرآن مجید کے معانی ہمارے دل میں اترتے ہیں اور قرآن مجید کی محبت پیدا ہوتی ہے اور یہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ پھر عربی کلاس یعنی لقاء مع العرب کا پروگرام ہے جو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے انہیں آسمان سے اترتا ہوا لگتا ہے۔ میں لوگوں سے سنتا ہوں کہ کسی عرب نے بتایا کہ غیر احمدیوں کا ایک گروپ ہے جو باقاعدہ اس پروگرام کو دیکھتے ہیں اور ان کا تأثر یہ ہے کہ اگر اسلام یہ ہے تو احمدیت کا راستہ کوئی نہیں روک سکتا۔

مکہ مدینہ اور شاہی سعودی محلوں سے بھی لوگ لکھتے ہیں کہ یہ پروگرام سننے والے مکینکس کو خاموشی کے ساتھ انٹینا لگانے کے لئے کہتے ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ احمدیت کا پیغام ساری دنیا کو پہنچ رہا ہے اور آسمان سے اتر رہا ہے اور کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ لوگ اعتماد کے ساتھ دنیا کے ڈر کو دلوں سے اتار پھینکیں گے۔ یہ بھی یاد رہے کہ انٹرنیٹ (Internet) کے ذریعہ پیغام سب جگہ پہنچ رہا ہے مثلاً چین، جاپان اور جنوبی امریکہ میں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگلی صدی میں انشاء اللہ دنیا کی ایک انچ بھی ایسی نہ ہوگی جہاں لوگ احمدیت سے متعارف نہ ہونگے۔ اسی طرح سے MTA Children's feasting میں بچوں کو اسلامی آداب اور اخلاق سکھاتا ہوں اور نغمات کی طرزیں وغیرہ سکھا کر بچوں میں اعتماد پیدا کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد حضور نے بچوں کو سوال و جواب کا موقع دیا۔ آخر میں جرمنی کے عظیم اور معروف احمدی شاعر مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب کا کمپوز کیا ہوا نغمہ لڑکیوں نے سنایا۔

اتوار، ۱۳/ستمبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ انگریزی بولنے والوں کی ملاقات کا پروگرام جو ۲۵/جون ۱۹۹۴ء کو نشر کیا گیا تھا، آج دوبارہ دکھایا گیا۔

سوموار، ۱۴/ستمبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین کے ساتھ ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۶۱ جو ۱۶/مئی ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، ۱۵/ستمبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۷۰ منعقد ہوئی۔ جو سورۃ الطور کی آیت نمبر ۲۷ سے شروع ہوئی جس میں جنتیوں کی آپس کی گفتگو کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ ہم تو پہلی دنیا میں اپنے لوگوں کے درمیان ڈرے ڈرے رہتے تھے اور خدا تعالیٰ نے ہم پر من تو احسان کیا اور جھلسا دینے والی آگ کی لپٹوں سے بچالیا ہے کیونکہ اس دنیا میں ہم اسی کو پکارا کرتے تھے اور اسی سے دعا کیا کرتے تھے اس لئے ہم سے نیک سلوک کر اور رحم فرما۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر

اداریہ

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

بخاری شریف میں حضرت نعمان بن بشیرؓ سے یہ روایت درج ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی مثال جو اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم رکھتا ہے اور جو ان کو توڑتا ہے ان لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے ایک کشتی میں جگہ حاصل کرنے کے لئے قرعہ ڈالا۔ کچھ لوگوں کو اوپر کا حصہ ملا اور کچھ کو نیچے کی منزل میں جگہ ملی۔ جو لوگ نیچے کی منزل میں تھے وہ اوپر والی منزل میں سے گزر کر پانی لیتے تھے۔ پھر انہیں خیال آیا کہ خواہ مخواہ ہم اوپر کی منزل والے لوگوں کو تکلیف دیتے ہیں کیوں نہ ہم نیچے کی منزل میں سوراخ کر لیں اور وہاں سے پانی لے لیا کریں۔ اب اگر اوپر والے ان کو ایسا احمقانہ فعل کرنے دیں تو سب غرق ہونگے اور ان کو روک دیں تو سب بچ جائیں گے۔

اسی طرح سنن ابی داؤد میں حضرت جریر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگ برے لوگوں میں رہتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان کو برائی سے نہیں روکتے اللہ تعالیٰ ان کو ان کے مرنے سے پہلے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

حضرت نبی اکرم ﷺ کے ان مبارک ارشادات سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت خوب واضح ہو جاتی ہے۔ اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو ترک کرنے کے نتیجہ میں جو بدانجام ظاہر ہوتا ہے اس کے متعلق بھی ارشادات نبوی میں کھل کر تنبیہ کر دی گئی ہے۔ اس زمانہ میں جس میں سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں ہر طرف فسق و فجور کا سیلاب ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ لوگ کھلم کھلا ناپسندیدہ و ناجائز حرکتوں کے مرتکب ہوتے ہیں مگر کوئی انہیں باز رکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اسکا ذاتی معاملہ ہے ہم کیوں دخل دیں۔ اس کے نتیجہ میں بدکاروں کو حوصلہ ملتا ہے اور سوسائٹی میں بدی زیادہ شدت سے پھیلتی ہے۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ لوگ جو خود ان ناپسندیدہ و مکروہ حرکتوں سے محفوظ تھے وہ یا ان کی نسلیں بھی ان مکروہ حرکتوں کی مرتکب ہونے لگتی ہیں اور رفتہ رفتہ سارے معاشرہ کا امن برباد ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید نے بعض ایسے افراد کا ذکر فرمایا ہے جو اس وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ ایک دوسرے کو ان ناپسندیدہ و منکر باتوں سے روکا نہیں کرتے تھے جن میں وہ مبتلا تھے۔ آج بھی ایسے ملک اور ایسے معاشرے ہمارے اردگرد موجود ہیں جہاں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فقدان ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ملک اور وہ سوسائٹیاں مسلسل ہلاکتوں اور عذاب کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے ایک موقعہ پر بڑے تاکیدی الفاظ میں فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ یا تو تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سخت عذاب سے دوچار کریگا۔ پھر تم دعائیں کرو گے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔ حضور اکرم ﷺ کی اس تاکیدی نصیحت کو نظرانداز کرنے کے نتیجہ میں دنیا کا جو حال ہو رہا ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ چونکہ خاص طور پر یہ مسلمانوں کو نصیحت تھی اور خیر امت ہونے کے لحاظ سے ان پر یہ فرض عائد کیا گیا تھا کہ وہ امر بالمعروف کریں اور نہی عن المنکر سے کام لیں مگر مسلمانوں نے اسے بھلا دیا۔ چنانچہ اگر آج آپ صرف اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حالات پر ہی نظر کریں تو حضور اکرمؐ کا یہ انذار اس مملکت پر صادق ہوتا دکھائی دے گا۔ سارا ملک ایسے عذاب میں گرفتار ہے کہ اب ان کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں اور نجات کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بارہا جماعت کو یہ اہم فریضہ یاد دلایا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ جماعت احمدیہ من حیث الجموع اس فرض کی ادائیگی میں ہمہ تن کوشاں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت اپنے اردگرد کے ماحول کے بداثرات سے بہت حد تک محفوظ ہے۔ لیکن ضرورت ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے کام کو پوری اہمیت کے ساتھ سمجھ کر اسے ادا کیا جائے اور نہ صرف جماعت کے اندر بلکہ باہر بھی اس کا دائرہ وسیع کیا جائے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے گزشتہ دنوں یہاں مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قرآنی آیات کے حوالہ سے یہ نصیحت فرمائی کہ لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں۔ اچھی باتیں جنہیں سبھی اچھا کہتے ہیں ان باتوں کی دعوت دیں۔ اور معروف کا حکم دیں یعنی ایسی اچھی باتیں جو معاشرہ میں معروف ہیں ان معروف قدروں کی طرف بلائیں اور ایسے ناپسندیدہ و مکروہ افعال جنہیں سبھی ناپسندیدہ و مکروہ مانتے ہیں ان سے روکیں۔ اس میں اپنے ساتھ دوسروں کو بھی شامل کریں۔ اور ماحول میں عام طور پر گویا ایک مہم چل نکلے کہ لوگ معروف کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں۔ بلاتمیز مذہب و ملت و رنگ و نسل سبھی کو اس میں شامل کیا جائے تو اس سے سوسائٹی میں ایک پاک تبدیلی ہوگی اور برائیوں کو پھیلنے اور نشوونما پانے کا موقعہ نہیں مل سکے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ آج دنیا میں خیر امۃ کے آسمانی لقب کے اہل ہم ہی ہیں کہ ہم خیر الرسل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت ہیں اور پھر آپ کی امت میں سے بھی بہترین جماعت ہم ہیں کہ ہمیں حضرت رسول اللہ کے موعود مہدی کی جماعت میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہے اور خدا نے ہمیں اس حبل اللہ سے وابستہ فرمایا ہے جو ہمیں متحد رکھنے کا ذریعہ ہے۔ پس بہترین امت کے بہترین افراد ہونے کے لحاظ سے بھی ہم پر یہ فرض سب سے بڑھکر عائد ہوتا ہے کہ ہم دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے جہاد میں پوری طاقت سے حصہ لیں کہ یہ طریق ہماری اپنی اصلاح و تربیت میں بھی ممد ہوگا یہی وہ طریق ہے جس سے فلاح کو وابستہ کیا گیا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"زبان کو جیسے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف کسی بات کے کہنے سے روکنا ضروری ہے اسی قدر امر حق کے اظہار کے لئے کھولنا لازمی ہے۔ یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر مومنوں کی شان ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے سے پہلے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی عملی حالت ثابت کر دکھائے کہ وہ اس قوت کو اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ اس سے پیشتر کہ وہ دوسروں پر اپنا اثر ڈالے اس کو اپنی حالت اثرانداز بھی تو بنانی ضروری ہے۔ پس یاد رکھو کہ زبان کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کبھی مت روکو ہاں محل اور موقع کی شناخت بھی ضروری ہے اور انداز بیان ایسا ہونا چاہئے جو نرم ہو اور سلاست اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور ایسا ہی تقویٰ کے خلاف بھی زبان کا کھولنا سخت گناہ ہے"۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۱، مورخہ ۲۴/مارچ ۱۹۰۱ء)

یہ اور بات کہ سب رہزنوں سے ڈرتے ہیں
ہم اہلِ فکر و نظر رہبروں سے ڈرتے ہیں

سمندروں میں بھی ڈرتے نہیں جو طوفاں سے
یہ بات کیا ہے کہ وہ ساحلوں سے ڈرتے ہیں

وفاپرست جنوں پیشہ رہروِ الفت
کبھی سنا ہے کٹھن منزلوں سے ڈرتے ہیں

وہ نیک طبع وہ حق گو وہ متقیانِ حرم
فسادِ شہر کے کب مسئلوں سے ڈرتے ہیں

"صلیب جن سے تراشی گئی شہیدوں کی"
قسم خدا کی ہم ان منبروں سے ڈرتے ہیں

ہمیں تو اپنے کھلے دشمنوں کا خوف نہیں
مگر قدم بہ قدم دوستوں سے ڈرتے ہیں

گئے وہ دن کہ سکوں بخش تھی فضاء ان کی
ہے اب یہ حال کہ دل مسجدوں سے ڈرتے ہیں

کریں گے خاک وہ سر اوجِ مہر و ماہ و نجوم
اندھیری رات میں جو جگنوؤں سے ڈرتے ہیں

رہے ہیں برسرِ پیکار برق و باراں سے
"سروں پر اڑتے ہوئے بادلوں سے ڈرتے ہیں"

جو ملک و قوم کو ٹکڑوں میں کاٹ کر رکھ دیں
ہم اہلِ درد بس ان دائروں سے ڈرتے ہیں

نہیں وہ حلقہ بگوشانِ حیدر و شبیرؓ
امیر شہر کے جو دبدبوں سے ڈرتے ہیں

میں خاکِ پائے محمدؐ ہوں اس لئے محمود
جو عرش پر ہیں مری رفعتوں سے ڈرتے ہیں

(ڈاکٹر محمود الحسن)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

کی مخفی حالتیں اس سے بہت دور ہوتی ہیں اور معنوی لحاظ سے اتنی دور ہوتی ہیں کہ دوربین کے بغیر انہیں دیکھ ہی نہیں سکتا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے سب سے بڑھ کر امانت کا حق ادا کیا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر آپ آنحضرت ﷺ کی سیرت کی روشنی میں امانت کے مضمون کو سمجھیں تو آپ کی زندگی ہر لحہ سنورتی چلی جائے گی۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانے میں اور بعد میں آنے والے زمانوں کے انسانوں کی جس قدر خدمت کی ہے کسی اور نے ایسی خدمت نہیں کی۔ آپؐ سید القوم تھے۔ آپؐ نے ہر باریک سے باریک ترین ضرورت کو پورا فرمایا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور اقتباس کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُم اَنْ تُؤَدُّوا الاَمَانَاتِ اِلیٰ اَھْلِھَا کا اطلاق آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر ہوتا ہے کہ آپؐ نے اپنے وجود کی ساری امانت کو کامل طور پر خدا تعالیٰ کے سپرد فرما دیا۔ آپ ہمارے سید تھے، ہمارے مولیٰ تھے، ہمارے آقا تھے، ہمارے ہادی تھے جس کا مطلب ہے کہ آپ جب بھی رستہ دکھاتے ہیں صحیح رستہ دکھاتے ہیں خواہ کوئی اس راستہ پر چلنے والا ہو یا نہ ہو۔ پھر آپ نبی ہیں اور قیامت تک جتنے بھی خطرات بنی نوع انسان کو درپیش ہو سکتے تھے اس نبی نے اس کی خبر دی ہے اور یہ نبی اُمّی ہے۔ کلیۃً بظاہر تعلیم سے بے بہرہ لیکن ایسا اُمّی ہے جس نے خدا کے حق میں ہمیشہ سچ بولا اور پوری سچائی کے ساتھ خدا کی صفات بیان فرمائیں۔ چنانچہ وہ صادق ہی نہیں بلکہ مصدوق ہو گیا۔ یعنی خدا تعالیٰ نے اس کی ہر بات کی تائید کی اور ہر بات میں اس کی صداقت کی گواہی دی۔ حضور نے فرمایا کہ نبیٔ اُمّی کے ساتھ اس کا صادق و مصدوق ہونا ضروری تھا۔

☆......☆......☆

تاریخ احمدیت کا ایک نایاب ورق

حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے علماء دہلی کو دعوت فیصلہ اور

مسلم اخبار "روزانہ پنجاب" دہلی کا دلچسپ اور بے لاگ تبصرہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام علماء دہلی پر اتمام حجت کے لئے ۲۹/ستمبر ۱۸۹۱ء کو دہلی تشریف لے گئے اور بلی ماراں بازار میں واقع کوٹھی نواب لوہارو میں فروکش ہوئے اور ۲/اکتوبر اور ۶/اکتوبر کو پے در پے دو اشتہارات کے ذریعہ علماء دہلی کو اخلاص اور محبت سے لبریز الفاظ میں دعوت فیصلہ دی کہ وہ حیات و وفات مسیح کے بنیادی مسئلہ پر قرآن کریم اور کتب احادیث کی رو سے تحریری بحث کر لیں۔ صحیحین کو تمام کتب و احادیث پر مقدم رکھا جائے اور بخاری کو مسلم پر کیونکہ وہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔

۲/اکتوبر کے اشتہار کا عنوان تھا "ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانانِ انصاف شعار و حضرات علمائے نامدار"۔ اس اشتہار کا آغاز درج ذیل پیارے الفاظ سے ہوا:

"اے اخوانِ مومنین، اے برادران سکنائے دہلی و متوطنانِ ایں سرزمین"۔ حضور نے بعد ازاں سلام مسنون و دعائے درویشانہ کے واضح فرمایا کہ: "میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں"۔ پھر بتایا کہ:

"خداوند کریم جلشانہ نے اپنے الہام و کلام سے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ مسیح ابن مریم کے نام پر آنے والا تو ہی ہے اور مجھ پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے وہ دلائل یقینیہ کھول دئے ہیں جن سے بہ تمام یقین و قطع حضرت عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کا فوت ہو جانا ثابت ہوتا ہے"۔

اشتہار کے آخر میں یہ پر شوکت اعلان فرمایا کہ:

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مسیح بن مریم کی حیات ...... ثابت ہو جائے تو میں اپنے الہام سے دستبردار ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ قرآن کریم سے مخالف ہو کر کوئی الہام صحیح نہیں ٹھہر سکتا۔ پس کچھ ضرور نہیں کہ میرے مسیح موعود ہونے میں الگ بحث کی جائے بلکہ میں حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں ایسی بحث وفات عیسیٰ میں غلطی پر نکلا تو دوسرا دعویٰ خود چھوڑ دوں گا"۔

دوسرے اشتہار (۶/اکتوبر ۱۸۹۱ء) میں آپ نے اس دعوت فیصلہ کے لئے "شیخ الکل" مولوی سید نذیر حسین صاحب سرگروہ اہل حدیث کو بالخصوص مخاطب فرمایا اور انہیں یقین دلایا کہ اگر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے یہ ثابت کر دیں کہ وہی مسیح بن مریم جس کو انجیل ملی تھی آسمان پر بجسدہ العنصری موجود ہے تو یہ عاجز دوسرے دعویٰ سے خود بخود دست بردار ہو جائے گا"۔(مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود ؑ جلد اول صفحہ ۲۳۰ تا ۲۴۰ ناشر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ)

مسلم اخبار "روزانہ پنجاب" دہلی کا حقیقت افروز آرٹیکل

سیدنا حضرت مسیح موعود کے ان اشتہارات کے منظر عام پر آنے کے بعد دہلی کے مسلمان اخبار "روزانہ پنجاب" نے محاکمہ کے طور پر ۸/اکتوبر ۱۸۹۱ء کی اشاعت میں ایک حقیقت افروز آرٹیکل شائع کیا۔ یہ آرٹیکل جو حضرت اقدس کی دعوت فیصلہ پر ایک دلچسپ اور بے لاگ تبصرہ تھا، دہلی کے ممتاز شاعر اور کہنہ مشق صحافی جناب منشی نثار علی صاحب شہرت کے قلم سے نکلا تھا جو قبل ازیں "کوہ نور"، "پنجاب پنچ" اور "خیر خواہ عالم" (دہلی) کی ادارت سے بھی منسلک رہ چکے تھے۔ آپ کچھ عرصہ جے پور، میرٹھ اور ریاست جموں و کشمیر میں بھی ملازم رہے۔ اور ۱۹۲۰ء کے قریب لاہور میں انتقال کیا۔(صحافت پاکستان و ہند صفحہ ۲۵۴ از ڈاکٹر عبدالسلام خورشید ۔ ناشر مجلس ترقی ادب اردو لاہور جون ۱۹۶۳ء۔ رسالہ" نقوش " لاہور نمبر فروری ۱۹۶۲ء صفحہ ۸۴۶ ۔ ناشر ادارہ فروغ اردو لاہور)

بہرکیف روزانہ پنجاب دہلی ۸/اکتوبر ۱۸۹۱ء کا آرٹیکل یہ تھا:

واجب التعظیم جناب مولوی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ خوش نصیب ہے شہر دہلی کہ مولانا ممدوح کے قدم میمنت لزوم سے مشرف ہوا اور بدنصیب ہے شہرت (یعنی خاکسار) کہ بباعث سخت علالت مولانا کی زیارت سے محروم ہے۔ چونکہ دہلی میں نئی بات کا چرچا جلد ہو جاتا ہے اس لئے آج کل گھر گھر مولانا ممدوح کا ذکر سنا جاتا ہے لیکن بہ کثرت اذکار جو آپ کے خلاف سنے جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے شہر کے اکثر علماء نے تہذیب کے خلاف مخالفت شروع کر دی ہے اور ہم سن رہے ہیں (خبر نہیں غلط یا صحیح) کہ چند مولوی آپ پر تکفیر کا فتویٰ لگانے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو یہ بات ان کی نئی نہیں ہے بلکہ آج کل علماء کی یہی ٹکسالی تہذیب ہے کہ ایک دوسرے کو کافر اور ملحد بنانے میں زیادہ دیر نہیں لگائی جاتی اور قوم کی بدنصیبی ہے کہ ہمارے سربر آوردوں کا یہ حال ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ ہم دوسری قوموں سے کس تہذیب کے ساتھ کلام کرتے ہیں ۔ناانصافی ہے اگر اپنی قوم کے سرمد آوردوں کو مطعون بنایا جاوے۔ اور گھر کی مرغی دال برابر کا نقشہ جمایا جاوے اسلام کا اخلاق و اسلام کی تہذیب بتاتی ہے کہ آپس میں ملائمت اور محبت کے ساتھ بات کرو۔ دل کو ٹھیرا کر اپنی کہو۔ دوسرے کی سنو اور گفتگو میں رنجش جوش کاوش نہ لاؤ۔ مگر قوم کی بدقسمتی سے یہاں معاملہ برعکس ہے۔ کافر و ملحد تو تکیہ کلام ہے۔ پھر ہم سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ اللہ ہماری قوم پر رحم کر اور اس کے دل میں سچا اخلاق اور سچی تہذیب ڈالے۔ جس دہلی میں یہ اخلاق اور یہ تہذیب سنی گئی ہے اس دہلی کا پہلا حال چند منٹ ہم بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کاش ہمارے ناظرین سنکر نتیجہ کی طرف متوجہ ہوں۔ ہند کے آفتاب جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے زمانہ میں ایک مولوی صاحب سنگھڑ شریف سے دہلی میں تشریف لائے تھے۔ آپس میں ہر دو صاحبان کے اختلاف واقع ہوا۔ مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے تھے کوا حرام ہے اور سنگھڑ شریف کے مولوی صاحب نے فرمایا کہ کوا حلال ہے۔ تمام شہر میں اس بات کا غل مچا۔ شاہ صاحب کو بھی یہ حال معلوم ہوا۔ آپ نے سنگھڑ شریف کے مولانا کو ایک رقعہ لکھا کہ جس کا مضمون یہ تھا کہ، "میں آج وقت تخلیہ آپ کے پاس حاضر ہونا چاہتا ہوں"۔ جب رقعہ پہنچا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ آپ میرے بزرگ ہیں، میں فلاں وقت خود حاضر ہونگا۔ قصہ مختصر سنگھڑ شریف کے مولانا شاہ صاحب سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے ۔ شاہ صاحب کو معلوم ہوا کہ مولانا قریب مکان کے آگئے۔ آپ نے اپنی دستار اپنے ایک خادم کو دی اور کہا کہ اس کو دروازے تک بچھادو اور اس پر سے مولانا کو لاؤ۔ خادم نے بچھادی۔ سنگھڑ شریف کے مولانا نئے فرش کو دیکھ کر جھجکے اور سمجھے آپ نے پگڑی کا سرا سر پر لپیٹنا شروع کیا اور یہ کہا کہ اس کی جگہ یہ ہے جس سے مجھ کو فخر حاصل ہوا۔ آپ نے کل پگڑی اپنے سر پر باندھ لی اور اندر جا کر شاہ عبدالعزیز صاحب سے ملاقاتی ہوئے۔ فوراً تخلیہ ہو گیا۔ تخلیہ میں سچائی کے ساتھ بحث ہوئی اور دونوں صاحبوں نے مانا کہ کوا حلال بھی ہے اور حرام بھی ہے۔ حرام تو یہی میدانی ممالک کا جو مردار کھاتا ہے اور حلال پہاڑ کا کوا جو اناج کھاتا ہے۔ پھر اس امر میں گفتگو ہوئی کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ اگر یہ کہہ دیا جاوے کہ کوا حلال بھی ہے اور حرام بھی تو دلی کے لوگ سینکڑوں پکڑ پکڑ کر کھا جاویں گے۔ آخر دونوں واجب التعظیم بزرگ علماء کی یہ رائے قرار پائی۔ عام لوگوں سے کہہ دیا جاوے کوا حرام ہے۔ چنانچہ دونوں صاحب آفتاب ماہتاب حجرے سے برآمد ہوئے اور بآواز بلند کہہ دیا کہ کوا حرام ہے پس ایک فتنہ جو دہلی میں برپا تھا مٹ گیا۔

اس قصہ کے بیان کرنے سے میرا مدعا یہ ہے کہ پہلے ہمارے علماء کے یہ اخلاق تھے جس کے سبب سے فتنے شورشیں نہیں مچاتے تھے اور اب تو پارٹیاں ہیں۔ جن سے امید اعلیٰ اخلاق اور تہذیب کی بہت کم ہے۔ میں نہایت ادب کے ساتھ اپنے واجب التعظیم علماء دہلی سے عرض کرتا ہوں کہ جناب مولوی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آپ کے مہمان ہیں۔ آپ پر ان کی خاطرداری واجب ہے ۔ شریفانہ مہذبانہ طور پر ان کی مدارات کی جاوے اور جو آپس میں اختلاف ہے بیٹھ کر اس کو طے کر دیا جاوے کیونکہ یہ تو دین کا کام ہے آپ کا یا ان کا نہیں۔ لیکن یہ امر جب ہی ہو سکے گا کہ اپنے دل میں یہ خیال نہ لایا جاوے کہ ہے ہے ہم کو مات نہ ہو جائے۔ دیکھئے دیکھئے ہیٹی نہ ہو کہ مرید منحرف ہو جائیں۔ وغیرہ وغیرہ تہذیب کے ساتھ ان کے دعاوی کے دلائل سنے جائیں اگر اختلاف ہو بہ تہذیب جواب دینا اور سننا مناسب ہے۔ ہم چاہتے ہیں اعلیٰ اخلاق اور شریفانہ طور پر یہ کارروائی بھگتے تا کہ دوسری قومیں دیکھ کر کہیں کہ مسلمان اپنے اختلافوں کو کس عمدگی کے ساتھ طے کرتے ہیں بلکہ انصافاً کہتے ہیں کہ جناب مرزا صاحب نے جو دو اعلان شائع فرمائے ہیں نہایت نرم ہیں جن پر نہایت عاجزی برستی ہے ان کو دیکھ کر بھی باب کفر یکفر کی گردان کرنی ناانصافی کی بات ہے"۔

(حیرت کی حیرانی صفحہ ۷۹ تا ۸۲ از حضرت منشی عبدالعزیز دہلوی)

علماء دہلی کا اخلاق سوز مظاہرہ

افسوس مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی اور ان کے ہمنوا علماء نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی مخلصانہ دعوت فیصلہ کے مقابل نہایت درجہ اخلاق سوز مظاہرہ کیا اور "روزنامہ پنجاب" کے آرٹیکل کے رد عمل کے طور پر نام نہاد "شیخ الکل" صاحب نے دہلی کے سفہاء اور اوباشوں کو بے اصل بہتانوں سے مشتعل کر کے حضرت اقدس کی قیامگاہ پر حملہ کروایا اور بعض خونخوار زنانہ مکان میں بھی گھس آئے۔

حضرت اقدس کا اظہار افسوس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۳/اکتوبر ۱۸۹۱ء کو مطبع افتخار دہلی سے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں شیخ الکل صاحب کی مذبوحی اور غیر اسلامی حرکات کا پردہ چاک کرتے ہوئے آخر میں نہایت درجہ افسوس کے ساتھ تحریر فرمایا:

"اے دہلی تجھ پر افسوس تو نے اپنا اچھا نمونہ نہیں دکھلایا۔ اے مسلمانوں کی ذریت یاد کرو کہ اسلام کیا شئی ہے ۔ڈرو کہ اللہ جل شانہ بے نیاز ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو اس کی طرف سے ٹھہر چکا ہے وہ انسان کے منصوبوں سے باطل نہیں ہو سکتا۔ اے دہلی والو! تم اس سرزمین میں رہتے ہو جس میں بہت سے راستباز سوئے ہوئے ہیں ۔ شرم کرو کہ تمہارے اوپر خدا ہے اور تمہارے نیچے راستباز ہیں جو خاک میں ملے پڑے ہیں"۔

(مجموعہ اشتہارات مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ ۲۶۲، ۲۶۳)۔

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

(مسیح موعود)

☆......☆......☆

دنیائی مذاہب

بدھ مت کے بارے میں

چند سوالات کے جوابات

(سید میر محمود احمد ناصر)

سوال: کیا موجودہ بدھ مت اسی تعلیم پر مشتمل ہے جو حضرت سدھارتھ گوتم بدھ ساکھیہ منی نے قریب ڈھائی ہزار سال قبل گنگا کے میدانوں میں دی تھی؟۔

جواب: بدھ مت کے ماننے والے بڑے بڑے علماء اور محققین نے تسلیم کیا ہے کہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ موجودہ بدھ مت وہی کچھ سکھاتا ہے جو بدھ نے سکھایا تھا یا بالکل بدل چکا ہے۔ برطانیہ کے معروف قانون دان اور بدھ مت کے پیروکار جنہوں نے ۱۹۲۴ء میں Bhuddhist Society, London کی بنیاد ڈالی تھی اپنی کتاب Buddhism کی انٹروڈکشن میں لکھتے ہیں:

"Buddhism is in fact a family of religions and philosophies, but which of its parts is ' right' or ' original' is opinion added to objective fact. The Buddha himself wrote nothing, and none of his Teaching was written down for at least four hundred years after his death. We therefore do not know what the Buddha taught, any more than we know what Jesus taught; and to-day at least four schools, with sub-divisions in each, proclaim their own view as to what is Buddhism. The oldest and probably nearest to the original teaching is the Theraveda (the Doctrine of the Elders), and this to-day is the religion of Ceylon, Burma, Siam and Cambodia. The Mahayana (large Vehicle) includes the rest of the Buddhist world. But the peculiarities of Tibetan Buddhism, which covers Tibet and its neighbours, Bhutan, Sikkim and Nepal, are so marked that though it is part of the Mahayana it may be considered a School on its own, and the same applies to the Zen School of Japan, which is utterly different from any other School of Buddhism or from any other religion-philosophy.

The range of Buddhism is enormous. In time it covers 2,500 years; in space it covers the Theravada countries already described, the Mahayana countries of Tibet and its neighbours, and Mongolia, China, Korea and Japan, though China is not in the sense that the others are, a Buddhist country. Buddhism is therefore to be found to the North, East and South of its parent country, India, while in the West its influence, first felt in Roman times, is growing rapidly to-day.

Its range of subject is no less vast, and it is in fact the most comprehensive and profound school of spiritual achievement known to history. Those who consider it simple, or to be expressed in a few brief words, have never studied it. In its earliest form it included the finest moral philosophy then known to man, with a range of mind-development and pioneer psychology second to none. In its developed form it include religion, advanced philosophy, mysticism, metaphysics, psychology, magic and ritual; the triple Yoga of India - intellectual, devotional, and the way of action - and its own unique contribution to human achievement, Zen. In every country it raised the indigenous culture, and in China and Japan produced the greatest art of each country. Indeed, the art of the T'ang Dynasty of China, often described as the finest in the world, was largely Buddhist art, while throughout the East it has set such a standard of tolerance, gentleness, and a love of nature and the lower forms of life, that in religious history, where these virtues have not been prominent, it stands supreme.

The field of Buddhism may be considered in three concentric circles; the original Message, its development, and additions to it. Considering first the additions, all arise from the excess of tolerance which Buddhism displayed from the first. As it gently flowed into country after country, whether of a higher or lower culture than its own, it tended to adopt, or failed to contest the rival claims of, the indigenous beliefs, however crude. In this way the most divers and debased beliefs were added to the corpus of 'Buddhism', and embarrass the student to-day. Thus in Ceylon, Burma and Siam the worship of nature-spirits continues side by side with the later teaching, while in China and Japan the Confucian, Taoist and Shinto beliefs have modified the entering stream of Buddhism. Still more has the indigenous Bon religion of Tibet corrupted Tibetan Buddhism, itself already mixed with Hindu Tantric practices.

Several of the additions, however, came from internal weakness, and might be described as degenerations as distinct from developments. Thus the excessive worship of the written word, so striking a feature of Buddhism in Ceylon, as also the 'popular' form of Shin Buddhism in Japan, whereby the formal repetition of an act of faith suffices for personal redemption, are alike quitealien to the spirit of the earlierSchool.

A third type of addition comes from later grafting, such as the Tantric ingredients in the Mahayana Buddhism which entered Tibet in the seventh century, and the development of a priestcraft which claims to be essential to the layman's spiritual life.

It is by far more difficult to distinguish between the Message and its development, for such a distinction implies a measure of certainty as to the Message. But what are the authorities by which to judge? The first, of course, is the Pali Canon of the Southern or Theravada School, but how much of this is in the form in which it was written down in the first century B.C., and how much of that was a fair rendering of the Master's words? These are matters on which no scholar would dare to dogmatize. Yet the pioneer work of the late Mrs Rhys Davids, who submitted the Pali Canon to a 'higher criticism', has made it clear that the Buddha's original message to mankind was cast in positive form. The positive Mandate recoverable in fragments from the somewhat emasculate and negative remainder shows, as common sense would expect, that his Teaching was a call to the More of life, not to the ending of it, and not to the running away from a relative and imperfect world. The ephemeral self must die, so much is clear; but what shall attain salvation, become enlightened, reach Nirvana, when this unreal, separative, misery-causing self is dead? The answer is man.

("Buddhism" By Christmas Humphrays Made & print in Great Britain by Cox & Wyman Ltd. London, Reading and Fakenham 1951.

اور یہ رائے صرف ایک بدھ مت کے پیرو عالم کی نہیں بلکہ عموماً تسلیم شدہ حقیقت ہے جس کا اظہار انگلستان کے معروف بدھ مت کے عالم Edward Conze اس طرح کرتے ہیں:

Common Ground

The Flavour of Dharma

The historian who wants to determine what the Buddha's doctrine actually was, finds himself confronted with literally thousands of works, which all claim the authority of the Buddha, and yet contain the most diverse and conflicting teachings. Some influential writers, bred in a Nonconformist tradition, have recently contended that one

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

سیدھی بات سے اصلاحِ اعمال کا بہت گہرا تعلق ہے۔
قول سدید نہیں ہوگا تو اصلاح نہیں ہوگی۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ ۱۴؍اگست ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۴؍ظہور ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يَا اَيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوا قَوْلاً سَدِيْدًا .يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه' فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً﴾۔(الاَحْزَاب :72-71)

آج کے خطبے کے لئے میں نے قرآن کریم کی دو دو آیات مختلف سورتوں سے اخذ کی ہیں اور انہی کو اس خطبے کا عنوان بنایا ہے۔یہ پہلی دو آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے سورۃ الاحزاب کی آیت اکہترویں اور بہترویں ہیں۔دوسری دو آیات میں نے سورۃ البقرہ سے چنی ہیں پینتالیس اور چھیالیس جو اس طرح ہیں۔ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ کیا تم لوگوں کو تو نیکی کی تعلیم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو۔ اَفَلاَ تَعْقِلُوْنَ۔ کیا تم عقل نہیں کرتے۔ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اور صبر اور صلوٰۃ کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلاَّ عَلَى الْخٰشِعِيْنَ۔ اور یہ بہت بڑی بات ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو خاک بہ سر ہوں، جو مزاجاً مٹی سے ملے رہیں۔یہ دو آیات ہیں جن کو میں ایک دوسرے خطبے کا موضوع بناؤں گا۔

پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہ آیات اکثر نکاح کے موقعوں پر تلاوت کی جاتی ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سیدھی بات کہو۔سیدھی بات کے متعلق میں پہلے بھی کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ سیدھی بات سچی بات سے زیادہ اعلیٰ درجے کی بات ہے۔سچی بات کہنے کے نتیجے میں بھی بعض دفعہ غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔سیدھی بات کرنے کا عادی پوری کوشش کرتا ہے کہ بات اس طرح کرے کہ سچی بھی ہو اور اس سے کوئی غلط فہمی بھی پیدا نہ ہو۔جو اس کے دل کا منشاء ہے وہ پوری طرح کھل کر ظاہر ہو جائے۔ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ کیونکہ **سیدھی بات سے اصلاح اعمال کا بہت گہرا تعلق ہے۔** ایک بات تم کرو دوسری بات اللہ نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ اگر سیدھی بات کو شیوہ بناؤ گے تو وہ ضرور تمہارے اعمال کی اصلاح فرما دے گا۔ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اور تمہارے گناہ جو اس سے پہلے سرزد ہو گئے ان کو معاف فرما دے گا۔ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه' اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے پس اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔یعنی یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہے گا، اطاعت رسول کی توفیق ملتی چلی جائے گی اور جوں جوں تم اطاعت کرو گے ساتھ ساتھ تم نیکی میں ترقی کرتے چلے جاؤ گے یہاں تک کہ اس کا کوئی منتہیٰ نہیں سوائے اس کے کہ جب تمہیں موت آئے گی تو تم ایک کامیابی کی حالت میں مر رہے ہو گے، بہت بڑی کامیابی تمہیں نصیب ہوگی۔

ان آیات سے متعلق پہلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک حدیث پیش کرتا ہوں جو میرے نزدیک ان آیات سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔مسند احمد بن حنبل سے یہ حدیث لی گئی ہے عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں ابھی بچہ ہی تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمارے گھر پر تشریف لائے۔میں کھیلنے کودنے کے لئے گھر سے باہر جانے لگا۔میری والدہ نے کہا اے عبداللہ جلد گھر چلے آنا میں تجھے کچھ دوں گی۔اس لالچ میں کہ مجھے کچھ ملے گا ان کا خیال تھا کہ یہ کھیل کود میں دل لگانے کی بجائے دماغ گھر کی طرف رکھے گا اور جتنی جلدی اس کو توفیق ملے گی واپس آ جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تم نے اسے کیا دینے کا ارادہ کیا ہے۔میں نے جواب دیا کھجوریں دینا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر تو نے ایسا نہ کیا تو یہ تیرا جھوٹ شمار ہوگا۔(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر۳ صفحہ ۴۴۷ مطبوعہ بیروت)

پس قول سدید کا تجربہ گھروں سے شروع ہونا چاہئے۔تمام وہ اولادیں جو رفتہ رفتہ بگڑ کر دور چلی جاتی ہیں بچپن میں ان سے قول سدید سے کام نہیں لیا جاتا۔ بارہا میں نے ماؤں کو توجہ دلائی ہے اور اب پھر میں دوبارہ متوجہ کرتا ہوں باپ بھی مخاطب ہیں مگر بالعموم مائیں جن کا روزمرہ بچوں سے واسطہ ہوتا ہے اکثر وہ بچوں کو گلے سے اتارنے کے لئے کوئی جھوٹا وعدہ کر دیتی ہیں اور جب وہ پورا نہیں کرتیں تو یہ قول سدید کے خلاف ہے اور قول سدید کے نہ ہونے کے نتیجے میں اصلاح ہو ہی نہیں سکتی۔ **جب اللہ تعالیٰ نے اصلاح کا وعدہ قول سدید سے وابستہ فرما دیا ہے تو ظاہر ہے کہ قول سدید نہیں ہوگا تو اصلاح نہیں ہوگی۔** یہ دو باتیں قول سدید اور اصلاح لازم ملزوم ہیں۔اگر ایک نہیں ہوتی تو دوسری بھی نہیں ہوگی اور یہ نکتہ اکثر لوگ اپنے بچوں کی تربیت میں بھلا دیتے ہیں۔ بچوں سے جو بات کہو صاف اور سیدھی کہو اس کے نتیجے میں وہ ہمیشہ اول تو تمہاری زیادہ توقیر کریں گے کیونکہ جو شخص اپنے وعدے کا پکا ہو اور صاف کھری بات کہنے والا ہو ہمیشہ اس کے لئے دلوں میں عزت پیدا ہوتی ہے۔یہ بھی ایک ایسا طبعی نتیجہ ہے جسے نظر انداز کیا ہی نہیں جا سکتا۔

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے زیادہ کھری بات کرنے والے تھے۔اگر کھری بات کے نتیجے میں لوگ دور بھاگ رہے ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اردگرد تو کوئی بھی نہ رہتا۔اصل میں آپ کا لوگوں کے اوپر رحمت اور شفقت کا سلوک ایک الگ مسئلہ ہے اس نے بھی لوگوں کو کھینچے رکھا مگر یہ بات لوگ نظر انداز نہ کریں کہ کھری بات کہنے سے بھی عزت بڑھتی ہے اور جو ہمیشہ کھری بات کہنے والا ہو آہستہ آہستہ اس کی نصیحت سے منافرت نہیں پیدا ہوتی بلکہ دن بدن اس کی عزت اور احترام کا جذبہ دل میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کھری باتیں کہنے میں ظاہر ہے دنیا میں تمام پہلوں اور اگلوں سے سبقت لے گئے اور سب سے زیادہ آپؐ کی توقیر کی گئی۔ بہت گہری توقیر ہے جو صحابہ کے دل میں بھی تھی بلکہ دشمن بھی آپؐ کی کھری بات کی قدر کرتا تھا۔ جو ابوجہل والا واقعہ آپ کے سامنے ہے اس میں بھی آپؐ نے جا کر جبکہ وہ شدید مخالف تھا کھری بات کہی اور اس کے دل میں اس کھری بات کا رعب پڑ گیا۔جب بھی کوئی غیر آپ کی بات سنتا تھا جانتا تھا کہ سچی بات ہے اور اس کے نتیجے میں منافرت کی بجائے عزت بڑھا کرتی تھی۔

پس اپنے گھروں میں یہ تجربہ تو کر کے دیکھو۔اپنے بچوں سے کھری بات کہو اور دیکھو کہ ان کے دلوں میں دن بدن عمر کے ساتھ ساتھ تمہاری عزت بڑھے گی۔اور اگر یہ نہیں کرو گے تو پھر اولاد ہاتھ سے جاتی رہے گی۔ آج تک میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی اپنے بچوں سے دھوکے کی باتیں کرتا ہو اور بچے پھر ان کی کوئی عزت کرتے رہیں یا آزاد ہونے کے بعد دین سے اور دنیا سے ہر لحاظ سے ان کے اثر سے باہر نہ نکل گئے ہوں۔جب ان کو توفیق ملتی ہے وہ بڑے ہو کر اپنے ماں باپ کے دائرہ اثر سے باہر نکل جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس موضوع پر تین باتیں ایسی بیان کیں جو منافق کی نشانی ہیں۔ ان میں سے ایک وہی ہے جس کا ذکر کر رہا ہوں۔ فرمایا منافق وہ ہے جو جب کوئی وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔(صحیح بخاری کتاب الشہادات)۔ پس سب سے پہلے تو بچوں سے وعدہ کرو تو اس میں وعدہ خلافی نہ کرو۔ جو بچوں سے وعدہ خلافی کرے گا وہ باہر بھی وعدہ خلافی کرے گا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ بچے جو اپنے سب سے پیارے ہوں اور عزیز ہوں ان سے تو آدمی وعدہ خلافی کرتا رہے اور باہر کے وعدے پورے کرے یہ ناممکن ہے، فطرت انسانی کے خلاف ہے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے منافق کی یہ علامتیں بیان فرمائی ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ہوش مند شخص جانتے بوجھتے ہوئے منافقت کی راہ اپنے لئے پسند کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس موضوع پر جو کچھ فرمایا ہے میرا خیال ہے میں اس حصے کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں لیکن اپنی یادداشت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا عمل اس بارے میں بیان کر دیتا ہوں۔ بہت سے واقعات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایسے گزرے ہیں کہ ایک شخص جو بیرونی نظر سے ان کو دیکھے وہ سمجھے گا کہ یہ اللہ کا کیسا نبی ہے جو اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں میں مبتلا رہا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جیب میں روڑے بھرے ہوئے تھے۔ اب ملاں اور بدبخت لوگ ہنسیں گے اور قہقہے لگائیں گے کہ یہ نبی بنا ہوا ہے جیب میں روڑے ہیں۔ وہ اس لئے تھے کہ اپنے ایک بچے سے جو روڑوں سے کھیلتا اور شور مچا رہا تھا آپ نے کہا کہ یہ روڑے مجھے دے دو اور باہر جا کر کھیلو۔ جب واپس آؤ گے میں تمہیں دے دوں گا۔ وہ روڑے جیب میں ڈال لئے تاکہ ان میں سے کوئی بھی ضائع نہ ہو۔ جب وہ بچہ واپس آیا تو وہ روڑے اس کے سپرد کر دئے۔ اب دیکھنے میں ایک بہت چھوٹی بات ہے مگر چھوٹی باتوں ہی سے عظیم باتیں پیدا ہوا کرتی ہیں۔ اگر کسی کو اتنا خیال ہے اپنے بچے سے سچا وعدہ کرنے کا کہ اس کے روڑے سنبھالتا پھرتا ہے تو اندازہ کریں کہ باہر کی دنیا میں اس کا کیا حال ہوگا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کی بیشمار دلیلیں ہیں مگر یہ ایک دلیل بھی ہوشمند کے لئے کافی ہونی چاہئے۔ جو وعدوں کا اتنا سچا ہو وہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیاں بیان کرنے اور دنیا سے وعدے کرنے میں کتنا سچا نہیں ہوگا۔ پس اسی کو اپنا وطیرہ بنائیں اور اپنے بچوں کو خواہ مخواہ جھوٹے لارے نہ دیا کریں۔

اپنے گھر میں میں نے بچپن سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بات کی تاکید رکھی۔ ماؤں کی عادت ہوتی ہے میری بیگم مرحومہ بھی، بے خیالی میں لوگ سمجھتے نہیں کہ جھوٹ ہے، بے خیالی میں بچوں سے وعدے کر دیا کرتی تھیں کہ تمہیں میں یہ دیدوں گی، فلاں چیز دیدوں گی اور جب مجھے پتہ چلتا میں وہ ضرور حاصل کر لیا کرتا تھا۔ یہ بھی ایک سمجھانے کا طریقہ تھا۔ بجائے اس کے کہ ان کو کہوں کہ آپ نے جھوٹ بولا ہے، سختی کرتا، ان کو سمجھانے کا یہ طریق تھا کہ وہ چیز حاصل کر کے مہیا کر دیتا تھا تاکہ جب بچے واپس آئیں تو ان کے لئے موجود ہو۔ تو تربیت کے مختلف رنگ ڈھنگ ہوتے ہیں۔ سچی بات کرنے میں ضروری نہیں کہ وہ کڑوی بات بھی ہو، سچی بات کہنے کے انداز الگ الگ ہیں۔

جب سچی بات کرنی ہی پڑے تو خواہ کسی کو کڑوی لگے وہ ضرور کرنی ہے۔ لیکن اگر آپ یہ پسند کرتے ہوں کہ اس بات کا کوئی ایسا تکلیف دہ اثر نہ پڑے تو یہ ممکن ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں بارہا اس کو آزمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی ساری عمر اپنے بچوں سے کوئی وعدہ نہیں کیا جس کو میں پورا نہ کر سکتا ہوں۔ اس کے نتیجے میں میں خوش ہوں۔ میرے بعد اللہ اسی حال پر ان کو قائم رکھے، یہ میری دعا ہے۔ آپ بھی اپنے بچوں کے لئے یہی دعا کیا کریں اور جب یہ دعا کریں گے تو اس عمل کے بعد ہونی چاہئے جو اس دعا کے مطابق ہو ورنہ وہی منافقت والی بات آجائے گی۔ آپ کے لئے بھی بچوں کی خاطر دل میں ایسا درد ہونا چاہئے جو اللہ کے فضل کے ساتھ ہمیشہ میں نے محسوس کیا اور میں جانتا ہوں کہ اللہ اس درد کو کبھی ضائع نہیں کرتا، توقع سے بڑھ کر پھل لگاتا ہے۔ تو اپنے گھروں میں تجربہ تو کر کے دیکھیں کتنا آسان تجربہ ہے۔ بچوں سے پیار ہوا کرتا ہے ان کے حق میں یہ باتیں کرنی ہیں اس میں کونسی مشکل ہے۔ لیکن جو مشکل ہے وہ یہ کہ سر سے ٹالنے کی کوشش نہ کریں بچوں کو، جب بھی ٹالیں گے ہمیشہ کے لئے وہ ٹل جائیں گے پھر آپ کو ان کی نیکی دیکھنا نصیب نہیں ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات میں سے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے بہت بڑے واقعات ہیں اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے وہ واقعات بڑے بیان کئے ہوئے ہیں اور بھی بہت سے صحابہ نے واقعات بیان کئے ہوئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ چھوٹا سا کوئی وعدہ کیا ہے اور پھر وہ بھولے نہیں۔ ایک دفعہ ایک صحابی جو غالباً حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ ہی تھے سوئے ہوئے تھے اور ان کی آنکھ کھلی تو دیکھا چارپائی کے نیچے فرش پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لیٹے ہوئے ہیں۔ وہ گھبرا کر اٹھے کہ ہیں! آپ یہاں لیٹے ہوئے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا نہیں، گھبراؤ نہیں، میں تمہاری حفاظت کر رہا ہوں، اپنے بچوں کے شور سے۔ بچوں کو میں نے باہر بھگا دیا تھا اور کہا تھا خبردار جو ادھر آئے میں یہاں ہونگا۔ اس یقین پر کہ میں یہاں ہوں گا، وہ آپ کو تنگ نہیں کر رہے۔ آپ نے کہا اگر میری یہ بات غلط ہوتی، کوئی جھانک کے دیکھ لیتا کہ میں یہاں نہیں ہوں تو اس پر کیا بد اثر پڑتا۔ ایک تو آپ کی نیند خراب ہوتی، دوسرا اس کی تربیت بگڑ جاتی۔

اتنا باریک خیال تھا سچی، صاف اور کھری بات کرنے کا کہ آپ گردوپیش نظر ڈال کر دیکھ لیں آپ کو کوئی دوسرا انسان اس باریکی کے ساتھ اپنی باتوں کی حفاظت کرنے والا نہیں ملے گا۔ یہ وہ شخص ہے جس کو لوگ جھوٹا بھی کہتے ہیں، ان کی اپنی بدنصیبی ہے۔ وہ جب مریں گے تو اللہ ان سے جو سلوک چاہے فرمائے لیکن ایک باشعور انسان جو گہرائی کی نظر سے کسی کے سچ کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے اسے بڑی باتوں کی بجائے روزمرہ کی چھوٹی باتوں میں اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ بڑی باتوں میں جھوٹ بولا جاتا ہے بڑے بڑے دعاوی میں بڑے جھوٹ بولے جاتے ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ میں ان جھوٹوں کے ساتھ دنیا میں عزت اور توقیر پا جاؤں گا لیکن چھوٹے معاملات میں گھر میں ہر روز کی چھوٹی چھوٹی زندگی کی باتوں میں جھوٹ نہ بولنا بہت بڑی آزمائش ہے، بہت کڑی آزمائش ہے۔ اس آزمائش پہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کبھی آپ کوئی آدمی نہیں دیکھیں گے جو اس طرح پورا اترا ہو۔

اور آپ کو اپنے گھروں میں یہ دستور بنانا چاہئے اندر کی آزمائش کو سنبھال لیں، باہر اللہ تعالیٰ آپ کے وجود کو صاف ستھرا اور پاکیزہ وجود کے طور پر دنیا کے سامنے ظاہر فرمائے گا پھر آپ کے بڑے دعاوی بھی قبول کئے جائیں گے۔ لیکن فطرت میں دورنگی نہیں ہونی چاہئے۔ یہ دورنگی ہے جو انسان کو برباد کر دیتی ہے۔ اب اس ضمن میں خواہ یہ بعض نوٹس جو میرے رہ گئے ان کے نتیجے میں خطبہ چھوٹا بھی ہو تو حرج نہیں کیونکہ ان آیات میں آئندہ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ سے متعلق جو میں باتیں کہنا چاہتا ہوں اس میں یہ کافی اہم اور وسیع ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ کی آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں "حقیقت میں اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ انسان کا قول اور فعل باہم ایک مطابقت رکھتے ہوں۔ اگر ان میں مطابقت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ یعنی تم لوگوں کو تو نیکی کا امر کرتے ہو مگر اپنے آپ کو اس امر نیکی کا مخاطب نہیں بناتے بلکہ بھول جاتے ہو" (الحکم جلد ۹ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰/مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے اور میں اسی سے بات شروع کرتا ہوں کہ حضرت مصلح موعودؓ نے جو تفسیر صغیر میں ترجمہ پیش فرمایا ہے اس میں اس پہلے حصے کو یہود کے متعلق اور سابقہ قوموں کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتَابَ اور الکِتَاب سے وہ تورات اور پہلی کتب مقدسہ مراد لی ہیں۔ اس کی وجہ یہ حسن ظنی

Earlsfield Foundation

(Hospital Division)

Competition

for young Architect

to design a Hospital

First Prize	100,000 rp.
Second Prize	50,000 rp.
Third Prize	25,000 rp.

For further details write to

The manager

175 Merton Road . London

SW18 5EF. U.K.

ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی امت کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرمائے کہ کیا تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے نفس کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہود ایسا کیا کرتے تھے۔ اس لئے بھی حضرت مصلح موعودؓ کا خیال ادھر گیا۔ لیکن اگلی آیت صاف بتا رہی ہے کہ امت مسلمہ ہی مراد ہے کیونکہ پہلوں کو حکم دیتے ہوئے اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرما سکتا تھا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ اگر پہلی آیت میں پہلی قوموں کا ذکر ہوتا تو ان کو ان کی خرابی کی طرف متوجہ کر کے معاً یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اے گزری ہوئی قومو! وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ تو میرے نزدیک لازماً یہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلام مراد ہیں۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ میں یہ مراد نہیں ہے کہ تم ایسا کرتے ہو۔ مراد یہ ہے کہ تمہارے سپرد یہ کام کیا گیا ہے۔ تم تو امتوں کی اصلاح کے لئے، ان کو برائیوں سے روکنے کے لئے نکالے گئے ہو کیا ایسا کرو گے ؟ یعنی "أ" کا جو سوال ہے یہ ان معنوں میں آتا ہے کہ کیا تم یہ کرو گے کہ لوگوں کو تو نیکی کی نصیحت کر رہے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاؤ، ہرگز ایسا نہیں کرنا۔ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ۔ تم الکتاب یعنی قرآن کریم کا مطالعہ کرنے والی قوم ہو۔ تم سے ہرگز یہ توقع نہیں۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ پس کیا تم عقل نہیں کرو گے۔ یا کیا تم عقل نہیں کرتے۔ تو یہ سوال ہے ایک احتمال کے بیان کے طور پر جسے رد کرنا مقصود ہے اور اگلی آیت بعینہ اس کے مطابق ہے۔

یہ جو کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے بنی نوع انسان کی اصلاح، ان کو نیکی کا حکم دینا اور اپنے آپ کو نیکیوں پر قائم رکھنا یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا ممکن نہیں۔ اس کے لئے لازم ہے کہ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ تو اللہ سے صبر اور صلوٰۃ کے ذریعے سے مدد مانگو۔ اَلصَّلٰوۃ کا معنی دعا بھی ہے اور الصَّلٰوۃ کا معنی روزمرہ کی نماز جو ہم پڑھتے ہیں وہ بھی ہے۔ تو دونوں معنے اس میں آجائیں گے۔ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ لازم ہے کہ نماز کی باقاعدگی اختیار کرو اور نمازوں میں بھی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہو کہ تم کبھی دوغلے نہ بنو، خدا کی نظر میں تم منافق نہ ٹھہرو اور صبر کے ساتھ اور عام چلتے پھرتے دعاؤں کے ساتھ خدا سے مدد مانگتے رہو۔

وَاِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ مگر یہ بات بہت بھاری ہے لوگوں پر، صبر کی تلقین میں اللہ سے مدد مانگنا یہ بھی بھاری ہے۔ اب جس چیز کے لئے مدد مانگ رہے ہیں وہ چیز ہی بھاری ہو جائے تو کیسے توفیق ملے گی۔ تو دراصل جو مدد مانگی جا رہی ہے اس میں یہ توفیق بھی شامل ہے کہ ہمیں یہ مدد مانگنے کی بھی توفیق عطا فرما لیکن ایک شرط رکھ دی ہے وہ لازم ہے۔ بہت بوجھل ہوگا یہ حکم مگر ان لوگوں کے لئے جو خاک بہ سر ہوں، ان کا نفس مارا ہوا ہو، وہ زمین پر بچھے رہنے والے ہوں، ان کے لئے معاملہ بوجھل نہیں ہوگا۔ اس لئے بوجھل نہیں ہوگا کہ جو زمین پر بیٹھا ہے اس نے تو بھیک مانگنی ہی ہے اور کیا کرے گا۔ اب اکثر فقیر جو ہیں ان کو آپ دیکھیں گے زمین پر بیٹھے ہوتے ہیں کیونکہ زمین پر بیٹھنا ایک عاجزی کی علامت بھی ہے اور احتیاج کو ثابت کرتی ہے۔ جو زمین پر بیٹھا ہوگا اس نے ہاتھ پھیلانے ہی ہیں تو جس کو خدا تعالیٰ یہ توفیق دے کہ وہ خاک بہ سر ہو جائے اس کے لئے مشکل نہیں ہے۔ وہ اللہ سے مدد مانگے اور خواہ کتنے مشکل کام پر اللہ کی مدد طلب کر رہا ہو اللہ تعالیٰ اس کی اس عاجزی کو دیکھتے ہوئے اس پر ان راہوں کو آسان فرما دے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، "حقیقت میں اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ انسان کا قول اور فعل باہم ایک مطابقت رکھتے ہوں۔ اگر ان میں مطابقت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ کہ تم لوگوں کو تو نیکی کا امر کرتے ہو مگر اپنے آپ کو اس امر نیکی کا مخاطب نہیں بناتے بلکہ بھول جاتے ہو"۔ اس ضمن میں جو ایک ترجمہ بعینہ عربی لغت کے مطابق ہے مگر عموماً یہاں بیان نہیں کیا جاتا وہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ میں اپنی جانیں تو مراد ہیں ہی مگر اَنْفُسَکُمْ سے مراد اپنے اہل وعیال بھی ہیں اور بعینہ عربی لغت کے مطابق یہ ترجمہ جائز بلکہ اہمیت رکھتا ہے۔ تو مراد یہ ہے کہ تم دنیا کی اصلاح کے لئے نکلو گے، اپنی اصلاح نہ کرو، اپنے بچوں کی بھی نہ کرو جو گھر میں تمہارے سامنے تمہاری اصلاح کے لئے مہیا ہیں تو کس منہ سے دنیا کے سامنے نکلو گے۔ یہ خیال ایک جھوٹا اور باطل خیال ہے کہ اس کے باوجود دنیا تمہاری بات سن لے گی اور اس پر اثر پڑے گا۔ تو یہ اَنْفُسَکُمْ والا دوسرا معنی ہے کہ اپنے اہل وعیال، اپنے بچوں کو بھول جاتے ہو۔ یہ وہ معنی ہے جو مسلسل بیان کر رہا ہوں اور آپ کو خصوصیت سے اس کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

ایک اور معنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمایا ہے، "خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ اس کا یہی مطلب ہے کہ اپنے نفس کو فراموش کر کے دوسرے کے عیوب کو نہ دیکھتا رہے"۔ اب یہ ایسا لطیف معنی ہے جس کا میرے علم کے مطابق کسی دوسرے مفسر کو کبھی خیال نہیں آیا۔ نیکی کا حکم دینا تو صاف نظر آرہا ہے مگر اس کا یہ نتیجہ نکالنا کہ دوسروں کے عیوب ڈھونڈتا رہے۔ یہ بہت گہرا نفسیاتی نکتہ ہے جسے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گہرائی میں ڈوب کر سمجھا ہے آپ کو بھی سمجھنا چاہئے۔ "دوسرے کے عیوب کو نہ دیکھتا رہے بلکہ چاہئے کہ اپنے عیوب کو دیکھے کیونکہ خود تو وہ پابند ان امور کا نہیں ہوتا اس لئے آخر کار لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کا مصداق ہو جاتا ہے"۔

اگر اپنے عیوب نہیں دیکھے گا تو اپنے نفس کو نیکی کا حکم کیسے دے گا یہ ہے بنیادی بات۔ اپنے عیوب کی تلاش اس آیت کا ایک لازمی حصہ بنتا ہے۔ کوئی شخص اپنے نفس کو نیکی کی تعلیم نہیں دے سکتا جب تک اس کو معلوم نہ ہو کہ کن کن بدیوں کا شکار ہے۔ بدیوں کا علم ہی نہیں تو نیکی کی تعلیم کیسے ہو سکتی ہے۔ نیکی کا تو مطلب ہے بدیوں کو دور کرنا۔ بدیاں دور ہونگی تو نیکیوں کا سلسلہ شروع ہوگا۔ ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ **جو اپنی بدیوں کی تلاش شروع کر دیتا ہے وہ دوسروں کی بدیوں کی تلاش سے باز آجاتا ہے۔** یہ بہت ہی عظیم نفسیاتی نکتہ ہے جس کو بعض پہلے لوگوں نے اپنے طور پر، قرآن کریم کی آیت کی تشریح کے طور پر نہیں، اپنے طور پر پایا اور اس سے استفادہ کیا۔ میں اس ضمن میں بہادر شاہ ظفر کا ایک شعر پہلے بھی پڑھ کر سنا تا رہا ہوں۔ وہ کہتا ہے ؎

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر، رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

کیسی گہری فطرت کی بات وہ کر گیا ہے۔ اپنی برائیوں پر جب نظر پڑی تو اپنا وجود گندہ دکھائی دینے لگا اور اس کے بعد غیروں کے عیوب تلاش کرنے کا حوصلہ ہی باقی نہیں رہتا۔ یہ وہ نکتہ ہے جسے اس آیت سے جوڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھول کر بیان فرمایا ہے۔ کیونکہ خود تو وہ پابند ان امور کا نہیں ہوتا اسلئے آخر کار لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کا مصداق ہو جاتا ہے۔ پھر اس پر اس سے زیادہ سخت فتویٰ قرآن کریم کا جاری ہو جاتا ہے کہ تم کیوں ایسی باتیں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

"اخلاص اور محبت سے کسی کو نصیحت کرنی بہت مشکل ہے۔ لیکن بعض وقت نصیحت کرنے میں بھی ایک پوشیدہ بغض اور کبر ملا ہوا ہوتا ہے"۔ اخلاص اور محبت سے نصیحت کرنی مشکل ہے۔ اخلاص اور محبت سے نصیحت تبھی ہو سکتی ہے اگر دل کا پوشیدہ کبر اٹھا کے باہر پھینک دیا جائے اور وہ جو ایک پوشیدہ کبر ہے وہ اپنی برائیوں کی تلاش کئے بغیر نظر بھی نہیں آتا۔ یہ سلسلہ ہے جو اسی طرح سلسلہ وار آگے بڑھتا ہے۔ تو اپنے نفس کے عیوب پر نظر رکھنا، ہمیشہ اس کی تلاش رکھنا، اس کے نتیجے میں پھر نصیحت میں بغض کا کوئی پہلو باقی نہیں رہے گا اور جب بغض کا پہلو نہیں رہے گا تو پھر سوائے ہمدردی کے کوئی وجہ نہیں ہوگی کہ تم نصیحت کرو گے اور یہی ہے جو اللہ تعالیٰ

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholesaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

اُمتِ مسلمہ سے چاہتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سوائے ہمدردی بنی نوع انسان کے کسی اور وجہ سے نصیحت نہیں کی۔ اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوشیدہ بغض اور کبر کا جو ذکر فرمایا یہ روزمرہ کے تجربے میں دکھائی دیتا ہے۔ بچوں سے بھی وہ لوگ جو سختی سے بات کرتے ہیں اور سختی سے روکتے ہیں اگر وہ دل کو ٹٹول کر دیکھیں تو اس میں بھی ایک کبر ہوتا ہے۔ اپنے بچے کو سامنے حقیر اور بے طاقت دیکھ رہے ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں غلبہ ان پر ملا ہوا ہے۔ اور اس کبر کی وجہ سے ان کی نصیحت کے انداز ہی میں ایسی کڑوی بات داخل ہو جاتی ہے جس سے نصیحت بے کار جاتی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح کو باریکی سے پڑھیں اور باریکی سے ان پر عمل کرنا سیکھیں۔ اس کا لازمی نتیجہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکالا ہے "اگر خالص محبت سے وہ نصیحت کرتے ہوتے تو خدا ان کو اس آیت کے نیچے نہ لاتا۔ بڑا سعید وہ ہے جو اول اپنے عیوب کو دیکھے۔ ان کا پتہ اس وقت لگتا ہے جب ہمیشہ امتحان لیتا رہے۔" (ملفوظات جلد ٦ صفحہ ٣٦٩)

اب یہ جو ہمیشگی کا امتحان ہے اس سے پتہ چلا کہ کتنا مشکل موضوع ہے۔ "ہمیشہ امتحان لیتا رہے"۔ صبح شام جو بات انسان کہے یا سوچے اس کو پرکھے بھی اور یہ وہ مشکلات ہیں جن کے لئے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ کا حکم ہے۔ **اگر صبر کے ساتھ اور عبادت کے ساتھ اور دن رات کی دعاؤں کے ساتھ خدا تعالیٰ سے مدد نہیں مانگو گے تو بہت مشکل کام ہے جس کی طرف تمہیں بلایا جا رہا ہے۔** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، "یاد رکھو اس اصلاح کے لئے صبر شرط ہے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ تزکیہ اخلاق اور نفس کا نہیں ہو سکتا جب تک کسی مزکّی نفس انسان کی صحبت میں نہ رہے" (ملفوظات جلد اول ،طبع جدید، صفحہ ٣٥٩، ٣٦٠)۔ اب جتنے مشکل مقامات کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاتے ہیں ہمیشہ بلا استثناء ان کا آسان حل بھی تجویز فرما دیتے ہیں۔ اور اس آسان حل سے وابستہ جو مشکلات ہیں ان کا بھی آسان حل تجویز فرماتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ آغاز جو بڑا مشکل آغاز تھا اس آغاز کا انجام آسان بنا دیتے ہیں تاکہ جماعت کے ہر چھوٹے بڑے کو اس پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

اب یہ بات بھی غور سے سن لیں کہ اس کو کیسے آسان بنایا۔ فرمایا تزکیہ اخلاق اور نفس کا مشکل کام ہے۔ ہر روز امتحان لو، کیسے امتحان لو کہ ہر وقت ان باتوں کی طرف خیال رہے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ کسی مزکّی نفس انسان کی صحبت میں آ رہو۔ خدا تعالیٰ نے اس غرض سے مزکّی بنایا ہوا ہے کسی کو اور قرآن کریم نے وہ مزکّی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پیش فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس وقت ہم میں موجود نہیں لیکن مزکّی پھر کیسے ہوئے، کیسے ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحبت اختیار کر سکتے ہیں اگر صحبت اختیار کریں گے تو از خود تزکیہ ہونا شروع ہو جائے گا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک معنی یہ پیش فرمایا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صحبت سے، آپؐ کی نصائح سے، آپ کے نیک عمل کو دیکھ کر اپنا تزکیہ ایک حد تک کر لیا ہے اگر توفیق ملے تو ان لوگوں کے ساتھ رہو۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فیض سے اپنا تزکیہ کیا ہے وہ تزکیہ یافتہ لوگ آپ کا تزکیہ کر سکیں گے اور جو جو باتیں مشکل دکھائی دیتی ہیں آسان ہوتی چلی جائیں گی۔ لیکن جن معنوں میں میں اس وقت بات رکھ رہا ہوں وہ براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحبت کا مسئلہ ہے۔ میرے نزدیک یہ ممکن ہے اور ان سارے مسائل کا جن کا ذکر گزرا ہے بہترین علاج یہ ہے۔ **سوتے جاگتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذکر سے آپؐ کی صحبت اختیار کریں۔** جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، آپ کے احسانات کا تصور باندھتے ہیں تو وہ ایک صحبت ہے اور جب بھی آپ سوئیں اس کے نتیجے میں بدخیالات از خود بھاگیں گے۔ "اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" اس کو بھگانے کے لئے آپ کو محنت نہیں کرنی پڑے گی۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ رسول اللہ ﷺ کے تصور کی صحبت ہو اور بدخیالات وہاں راہ پا جائیں۔ ممکن ہی نہیں ہے کہ بیک وقت یہ دونوں باتیں اکٹھی چل سکیں۔

پس کتنا آسان مسئلہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحبت اختیار کرنا اور یہ صحبت احسانوں کو یاد کر کے ہو سکتی ہے ورنہ یہ بھی مشکل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو ہم پر احسانات فرمائے ہیں ان کا تو شمار ممکن ہی نہیں ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں چھوٹی سے چھوٹی نصیحت آپ نے پیچھے چھوڑ دی جس سے انسانی زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ کئی لوگ دانتوں کی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ آج کل کے جدید ترین ڈاکٹر بھی ان کا کوئی مؤثر علاج نہیں کر سکتے۔ جو گل گئے دانت گل گئے۔ لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ عادت تھی اور اسی کی نصیحت فرماتے تھے کہ ہر نماز سے پہلے اچھی طرح مسواک کرو۔ اگر پانچ وقت کسی کو دانت صاف کرنے کی عادت ہو اور بچوں کو بھی جو آپ ضرور سکھاتے ہیں کہ یہ عادت ڈال دیں تو کیسے ممکن ہے کہ عمر کے کسی حصے میں بھی ان کے دانت خراب ہو جائیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ کوتاہیوں کے نتیجے میں انسان کی عادت نہ رہی ہو تو پھر جو وہ دانتوں پر برا اثر پڑ جاتا ہے یہ الگ مسئلہ ہے۔ بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں جن کا مسواک کی عادت سے تعلق نہیں وہ اندرونی بیماریاں ہیں۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم بیماریوں کا ذکر نہیں فرما رہے۔ آپ فرما رہے ہیں جو دانت تمہیں خدا نے دئے ہیں جس حالت میں دئے ہیں ان کی حفاظت تم پر فرض ہے۔ اگر اچھے دانتوں والا پانچ وقت کی اس عادت کو اپنا لے تو کبھی اس کے دانت خراب نہیں ہونگے۔ چنانچہ میری ملاقاتوں پہ جو لوگ آتے ہیں ان میں بعض دفعہ نیا دولہا، دلہن، بہت خوبصورت دانت، ہنستے ہیں تو موتیوں کی طرح دانت دکھائی دیتے ہیں ان کو میں ضرور نصیحت کیا کرتا ہوں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ایک نعمت عطا فرمائی ہے اور ایک اور نعمت بھی دی ہے دنیا اس سے اعراض کرتی ہے لیکن آپ نے اعراض نہیں کرنا، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم ہیں۔ آپ اس نعمت کے سہارے اس ظاہری نعمت کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ پانچ وقت مسواک کیا کرو آج کل مسواک نہیں تو ٹوتھ پیسٹیں ہر قسم کی موجود ہیں۔ اگر پانچ وقت کرو تو ساری زندگی دانت صاف رہیں گے اور لوگوں کا یہ خیال ہے کہ عمر کے ساتھ دانت ضرور جھڑتے ہیں یہ غلط ہے۔ عمر کے ساتھ اچھے دانت جن کی حفاظت کی جائے وہ مضبوط بھی رہتے ہیں کیونکہ دانتوں کی مضبوطی کا تعلق مسوڑھوں کی مضبوطی سے ہے اور جب آپ ان کی پانچ وقت صفائی کریں تو وہ جراثیم مسوڑھوں کو نرم ہونے ہی نہیں دیتے وہ ہمیشہ ٹھیک رہتے ہیں۔ پس یہ وہ صحبت ہے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔

ایک معمولی، چھوٹی سی مثال میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے۔ اس صحبت کے لئے آپؐ کے نعمت ہونے کا تصور اُن روزمرہ کی نصیحتوں میں سے اخذ کریں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے ہمیں فرمائیں۔ جسم کو پاک صاف رکھنا، ہر قسم کی بدبوؤں سے دور بھاگنا، جسم کی صفائی، ان میں سے ہر نصیحت ایک بہت بڑی نعمت ہے اور وہ سارے بدن کی صحت کے لئے انتہائی ضروری بن جاتی ہے۔ یہاں تک نصیحت کہ کھانے سے کب ہاتھ کھینچنا ہے اور کن چیزوں میں تکلف نہیں کرنا، جو کھانا ہے وہ پاک ہو، حلال ہی نہ ہو پاک بھی ہو۔ جب بھی اس میں یہ شبہ ہو کہ وہ حلال تو ہے مگر پاک نہیں رہا اس کو اٹھا کے پھینک دو یا دوبارہ اتنا گرم کر لو کہ یقین ہو جائے کہ وہ ناپاکی اس میں سے مر گئی ہے۔ یہ صرف چند چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں ان کا حد و شمار ہی نہیں ہے۔

میں نے تو ہمیشہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کے احسانات کا تصور باندھا اور غور کیا تو حیران رہ گیا کہ کلیۃً ساری زندگی کے لئے ہم غلامان مصطفیٰؐ آپؐ کے احسانات کے تلے اتنا دب چکے ہیں کہ کبھی سر اٹھانے کی جرأت بھی نہیں کر سکتے۔ جو صحابہ آپ کے سامنے آوازیں نیچی رکھتے تھے، جو ادب سے دیکھتے تھے ان کے متعلق یاد رکھیں کہ صرف آوازیں ہی دھیمی نہیں رکھتے تھے نظریں بھی نیچی رکھا کرتے تھے۔ اب میں خطبہ دیتا ہوں تو میں دیکھتا ہوں کہ اکثر لوگ محبت کی وجہ سے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کے وقت یہ طریق نہیں تھا۔ ان کو اس سے بہت زیادہ محبت تھی جو آپ کو مجھ سے ہے مگر اپنی آوازیں بھی دھیمی رکھتے تھے اور اپنی نظروں کو بھی نیچا رکھتے تھے یہاں تک بعض صحابہ سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کے وصال کے بعد پوچھا گیا کہ آپؐ کی شکل کیسی تھی تو دھاڑیں مار مار کے رونے لگے، زار و قطار رونے لگے، اتنا حسین چہرہ تھا کہ میں چاہتا بھی تو نظر پڑ ہی نہیں سکتی تھی اور پھر محبت اور عشق کے تقاضے کے نتیجے میں مجھے جرأت بھی نہیں ہوتی تھی کہ میں گھور کے دیکھوں، غور سے دیکھوں۔ اب میں یاد کرتا ہوں اور جب مجھ سے کوئی پوچھتا ہے تو میں بتا نہیں سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کے چہرے کی تفصیل کیا تھی۔

پس یہ سارے وہ آداب ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ہم نے سیکھے ہیں۔ اب ان پر غور کریں تو ہمیشہ ہمیش کے لئے آپ ان آداب کے احسان کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کی توقیر کرتے چلے جائیں گے اور آپ کی عظمت کا تصور آپ کے دل میں بڑھتا چلا جائے گا، اپنے آپ کو ہمیشہ زیر بار سمجھیں گے اور یہ وہ صحبت ہے جس صحبت کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے کہ یہ مزکّی تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس مزکّی نفس کی صحبت میں رہو۔ اگر یہ صحبت مل جائے تو وہ جو مسائل پہلے بیان کئے گئے ہیں یہ کرو، وہ کرو وہ تو بالکل آسان اور ہر قسم کی مشکل سے آزاد ہو جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، جب تک کسی مزکّی نفس انسان کی صحبت میں نہ رہے یہ کام جن کی طرف میں بلا رہا ہوں یہ ممکن نہیں ہیں۔ "اول دروازہ جو کھلتا ہے وہ گندگی دور ہونے سے کھلتا ہے"۔ اب گندگی دور کیسے ہوتی ہے یہ بھی بڑا دلچسپ مضمون ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آگے بڑھایا ہے۔ "جن پلید چیزوں کو مناسبت ہوتی ہے وہ اندر رہتی ہیں"۔ یعنی انسان کا دل گندگی سے اس لئے بھرا رہتا ہے کہ ان سے اس کو ایک مناسبت ہوتی ہے۔ "لیکن جب کوئی تریاقی صحبت مل جاتی ہے تو اندرونی پلیدی رفتہ رفتہ دور ہونی

شروع ہو جاتی ہے"۔ کیونکہ پاک صحبت جب دل میں گھر کرتی ہے تو پلیدی خود بخود دوڑتی ہے۔ یعنی یہ مراد نہیں کہ وہ آ کے جھاڑو دیتا ہے آپ کے دل کو، آپ کے لئے گندا کام بھی گویا وہ کرتا ہے۔ یہ ایک بہت باریک نکتہ ہے اگر دل میں کسی عظیم شخص کی محبت پیدا ہو جائے اور وہ دل میں گھر کر جائے تو اس کے نتیجے میں پلیدی اس سے بھاگتی ہے، اس کو بھگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے جب یہ فرمایا "جَآءَ الحَقّ وَزَهَقَ البَاطِلُ اِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا" تو یہی نکتہ ہے جو اس میں بیان فرمایا گیا۔ حق آ گیا یعنی ایک عظیم معنی اس کا یہ ہے کہ محمدؐ رسول اللہ آ گئے۔ وہ زَهَقَ البَاطِل حق کے آتے ہی باطل نے دوڑنا شروع کیا۔ اِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا کیونکہ اس بدبخت کے مقدر میں دوڑنے کے سوا ہے ہی کچھ نہیں۔ وہ اس مقام پر ٹھہر نہیں سکتا۔ جس مقام پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جاگزیں ہو چکے تھے۔ پس یہ وہ صحبت صالح ہے جس کا مسیح موعود علیہ السلام ذکر فرما رہے ہیں۔

فرماتے ہیں، "اندرونی پلیدی رفتہ رفتہ دور ہونی شروع ہو جاتی ہے کیونکہ پاکیزہ روح کے ساتھ جس کو قرآن کریم کی اصطلاح میں روح القدس کہتے ہیں"۔ روح القدس ایک فرشتے کا نام بھی بیان کیا جاتا ہے مگر وہ روح القدس جس کی بات مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا پاک تصور ہے۔ جس کو قرآن کریم کی اصطلاح میں روح القدس کہتے ہیں تعلق نہیں ہو سکتا جب تک کہ مناسبت نہ ہو۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ تعلق کب پیدا ہوتا ہے"۔ لیکن آخری بات وہی مٹی میں مل جانے والی بات فرما رہے ہیں۔ "خاک شو پیش ازاں کہ خاک شوی"۔ مٹی میں مل جاؤ پیشتر اس کے کہ وہ وقت آ جائے کہ تم مٹی میں ملا دئے جاؤ، کہ مجبوراً مٹی میں مل جاؤ اس کا لفظی ترجمہ یہی بنے گا کہ مٹی میں خود مل جاؤ پیشتر اس کے کہ تم مجبوراً مٹی میں مل جاؤ۔ مٹی میں تو ملنا ہی ہے اس سے پہلے پہلے کیوں نہیں مٹی میں ملتے۔

"اپنے آپ کو اس راہ میں خاک کر دے اور پورے صبر اور استقلال کے ساتھ اس راہ میں چلے۔ آخر اللہ اس کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرے گا اور اس کو وہ نور اور روشنی عطا کرے گا جس کا وہ جویا ہوتا ہے۔ میں تو حیران ہو جاتا ہوں اور کچھ سمجھ نہیں آتا کہ انسان کیوں دلیری کرتا ہے جب کہ وہ جانتا ہے کہ خدا ہے"۔ پس ان سب امور کا ایک لازمی گہرا تعلق ہستی باری تعالیٰ پر ایمان کی حقیقت کے ساتھ ہے جس گہرائی کے ساتھ یہ حقیقت آپ کے دل میں جلوہ گر ہو گی اسی گہرائی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور روح القدس بھی آپ کو عطا ہونی شروع ہو جائے گی۔

کشتیٔ نوح میں آپؑ فرماتے ہیں: "نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو۔ نماز کیا چیز ہے۔ وہ دعا ہے جو تسبیح، تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ نماز اور ان کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں۔ انسان کو جو حکم اللہ تعالیٰ نے شریعت کے رنگ میں دئے ہیں جیسے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃ، نماز کو قائم رکھو۔ پھر فرمایا، وَاسْتَعِیْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ، ان پر جب وہ ایک عرصے تک قائم رہتا ہے تو یہ احکام بھی شرعی رنگ سے نکل کر کَونی رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور پھر وہ ان احکام کی خلاف ورزی کر ہی نہیں سکتا"۔

کَونی کا ایک مطلب ہے کائنات، وسیع تر دنیا اور ایک کَونی کا مطلب ہے فطرت اور جبلت۔ تو فرمایا کہ جب ایک عرصے تک تم یہ کام کرتے رہو گے تو وہ تمہاری جبلت بن جائے گا۔ تمہارے اختیار ہی میں نہیں رہے گا کہ اس سے باہر نکل سکو۔ پس جبلت بنانے کے لئے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ایمان کی گہری حقیقت نصیب ہونی ضروری ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل ایمان کے نتیجے میں آپ کے دل پر وہ نور اترے گا جسے قرآن کریم نے محمدؐ رسول اللہ بیان فرمایا ہے۔ اور اس نور کے ساتھ تمام اندھیروں کا دور ہونا، بھاگ جانا ایک طبعی اور لازمی حقیقت ہے اس کے ساتھ اگر آپ رہے، اس حالت میں آپ رہے تو یہ آپ کی جبلت بن جائے گی۔ آپ کی فطرت ثانیہ بن جائے گی بلکہ فطرت اولیٰ ہو جائے گی۔ دوسری ہر فطرت آپ کو ثانیہ دکھائی دے گی۔ خدا کرے ہمیں اس کی توفیق ملے کیونکہ اس کے بغیر جو عظیم تقاضے ان سے وابستہ ہیں ان کا پورا ہونا ممکن نہیں ہو سکتا۔

عصر حاضر میں دہریت کا سر کچلنے اور توحید باری وحقیّت فرقان مجید اور
صداقت اسلام کے اثبات کے لئے
سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی
نہایت بلند پایہ علمی و تحقیقی تصنیف
Revelation, Rationality, Knowledge & Truth
خدا تعالیٰ کے فضل سے طبع ہو کر دستیاب ہے۔
یہ کتاب اسلام کے حق میں عالمگیر انقلاب پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرنے والی ہے۔
اس کی بکثرت اشاعت میں بھرپور حصہ لیجئے۔ خود بھی خریدئے اور اہل علم دوستوں کو بھی پیش کیجئے۔

بقیہ: بدھ مت کے بارے میں سوالات

must seek for the true Buddhist doctrine only in what Gautama Buddha actually said about 500 B.C. This thesis has led to some acrimoniousness. The truth is that the oldest stratum of the existing scriptures can only be reached by uncertain inference and conjecture. One thing alone do all these attempts to reconstruct and 'original' Buddhism have in common. They all agree that the Buddha's doctrine was certainly not what the Buddhists understood it to be. Mrs. Rhys Davids, for instance, purges Buddhism of the doctrine of 'not-self', and of monasticism. To her, some worship of "The man" is the original gospel of Buddhism. H.J. Jennings, in cold blood, removes all references to reincarnation from the Scriptures, and claims thereby to have restored their original meaning. Dr. P. Dahlke, again, ignores all the magic and mythology with which traditional Buddhism is replete, and reduces the doctrine of the Buddha to a quite reasonable, agnostic theory.

In this book I set out to describe the living tradition of Buddhism throughout the centuries, and I confess that I do not know what the 'original gospel' of Buddhism was."

(Buddhism Its Essance and Development" By Edward Conze P.27)
Printed by arrangement with Bruno Cassirer Limited Oxford, which published the original edition in 1951
First Harper Torch Book edition published 1959 Harper Torchbook;
Harper Brothers Publishers New York

اس رائے کا اظہار M.Hiriyanna اپنی کتاب The Essentials of Indian Philosophy میں بدھ مت کے متعلق لکھتے ہیں:

"There is much difficulty in determining the original form of this creed, for, as already pointed out (p.40), we have no record of it come down to us from the period in which it was first promulgated. The earliest works relating to it, which constitute its "canonical literature" may contain much that was actually uttered by Buddha; but there is no means of knowing for certain what those portions are. Hence there has been a good deal of difference of opinion among modern scholars regarding the exact character of his teaching. It is obvious, however, that Buddhism began as a religion and that it was forced, not long after, to become a philosophy since it had to defend itself against metaphysical schools of Hindu and Jain thought.

(The Essentials of Indian Philosophy
By M.Hiriyanna.
Published By Allan and Unwin
(George Allen & Unwin Ltd.
Ruskin House Museum St. London)

اس بارہ میں Heinrich Zimmer کہتے ہیں:

"In the Buddhist texts there is no word that can be traced with unquestionable authority to Gautama Sakyamuni.

Philosophy of India
By Heinrich Zimmer
Edited by Joseph Campbell
Published by Routledge & Kegan Paul Ltd.
BroadwayHouse Carter Lane
London E.C.4)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

آیت نمبر ۳۰ میں آنحضرت ﷺ کو منکرین کی بیہودہ کلامی اور پراگندہ خیالات کے باوجود متواتر نصیحت کرنے کا ارشاد ہے۔ آیت نمبر ۳۶ میں منکرین کی توجہ اس طرف پھیری گئی ہے کہ کیا وہ عدم سے پیدا کئے گئے ہیں یا وہ خود ہی خالق ہیں ؟۔ اور وہ جانتے ہیں کہ وہ خود خالق نہیں ہیں۔ اس چھوٹی سی آیت میں تخلیق کا فلسفہ اس طرح بیان کردیا گیا ہے کہ کوئی دہریہ بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا ہے اور اس طرح انہیں ماننا پڑے گا کہ کوئی عدم سے وجود میں لانے والا ہے مگر اس اقرار کے باوجود وہ ایمان نہیں لاتے۔

آیت نمبر ۴۲ میں ایک تو منکرین کو چیلنج ہے کہ اگر انہیں غیب کا علم ہے تو لکھا ہوا ریکارڈ دکھائیں کیونکہ تمام انبیاء کے سلسلے میں کتاب کا ذکر ہے اور دوسرے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ لکھنے کا طریق بہت قدیم ہے۔ جب سے سلسلہ وحی شروع ہوا کتابت بھی جاری ہوگئی۔ آیت نمبر ۴۹ میں آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے تمام متبعین کو حکم ہے کہ اپنے رب کے حکم کی خاطر صبر کر اور یقیناً تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور جب تو صبح کو اٹھتا ہے تو اپنے رب کی تسبیح کیا کر اور رات کے کچھ حصے میں اور ستاروں کے چھپنے کے بعد بھی تسبیح میں مشغول رہ۔

اس کے بعد سورۃ النجم کا ترجمہ شروع ہوا۔ آیت نمبر ۸ میں الافق الاعلیٰ کا ذکر ہے کہ محمد ﷺ ایسے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے اور ایسی وحی پائی جو کائنات کے ہر حصے پر غالب آنے والی ہے۔ اور قرآن مجید ہی وہ واحد کتاب ہے جس کی وحی تمام کائنات پر حاوی ہے اور اس کا کلام بھی سب سے اعلیٰ ہے۔ حضور انور نے فکانَ قابَ قوسَینِ اَو اَدنیٰ کے معانی پر بھی سیر حاصل بحث فرمائی۔

بدھ، ۱۶ر ستمبر ۱۹۹۸ء :

آج حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۷۱ ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ کلاس کا آغاز سورۃ النجم کی آیت نمبر ۱۱ سے ہوا۔ فَاَوحیٰ اِلیٰ عَبدِہٖ مَا اَوحیٰ۔ حضور نے فرمایا کہ ما اوحی میں صرف وحی قرآن مراد نہیں یا وحی قرآن کے متعلق سارے امور نہیں کھولے گئے۔ اس قرب کی حالت میں معارف عطا ہوئے ہیں اور چونکہ وہ ہر کس وناکس کے لئے نہیں تھے اس لئے "ما" پر اکتفا کیا گیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ نزلۃ اخریٰ کا حضرت امام راغب نے بھی وہی ترجمہ کیا ہے جو میں نے کیا ہے یعنی تو اسے ایک اور کیفیت میں دیکھ چکا ہے۔ حضور انور نے موسوی اور محمدی تجلی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ موسیٰ پر جو درخت کے قریب تجلی ہوئی تھی وہ زیادہ سے زیادہ ان علاقوں کے متعلق تھی۔ افق اعلیٰ سے مراد یہ ہے کہ عالمی شریعت صرف آنحضرت ﷺ کو ہی عطا ہوئی اور یہ کہ طور کی تجلی عارضی اور محدود لوگوں اور محدود علاقوں کے متعلق تھی۔

آیت نمبر ۳۲ میں ان نیک لوگوں کے لئے جزا کا ذکر ہے جو سوائے سرسری لمس کے بڑے گناہوں سے بچتے ہیں۔ سرسری میں ارادے کا فقدان پایا جاتا ہے۔

جمعرات، ۱۷ر ستمبر ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ساتھ ۵ر جون ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ کی گئی کلاس نمبر ۶۲ دوبارہ دکھائی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۱۸ر ستمبر ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فرنچ بولنے والے زائرین کی سوال وجواب کی مجلس منعقد ہوئی جو ۱۴ر ستمبر ۱۹۹۸ء کو ریکارڈ کی گئی تھی۔ مختصر کارروائی اپنی ذمہ داری پر درج ذیل ہے :

☆...... آنحضرت ﷺ کے زمانے میں یہود و نصاریٰ آنحضرت ﷺ کے سامنے اپنے مقدمات پیش کرتے اور آنحضورؐ ان کی شریعت کے مطابق فیصلے صادر فرماتے۔ تو جب دنیا میں احمدی حکومت قائم ہوجائے گی تو کس طریق کار کو اختیار کیا جائیگا۔ ؟ حضور انور نے فرمایا Absolute Justice کو۔

☆...... آج کل برٹش ٹی وی پر کچھ Psychotic پروگرام دیکھتے ہیں جن کے بارے میں سائنس دان کہتے ہیں کہ ان کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ ہی کچھ ثابت کیا جاسکتا ہے۔ حضور انور کچھ روشنی ڈالیں۔

حضور نے فرمایا Psychosis انسان کی خیالی اور دماغی قوت کا نام ہے۔ اس سلسلے میں سائنس دان دو مختلف Camps میں بٹے ہوئے ہیں اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے بارے میں آراء برعکس بھی ملتی ہیں۔ اسلئے میری رائے میں ہمیں ایک احمدیہ یونیورسٹی بنانی چاہئے اور ان لوگوں پر انحصار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ یہ لوگ اپنی خواہشات کے مطابق فیصلے کریں اور بعض دھوکے سے Camera Tricks بھی استعمال کرسکتے ہیں اور بعض ایسے cases بھی ہیں جنہیں سمجھنے سے وہ قاصر رہے ہوں۔ اس لئے ہمیں جماعتی طور پر غیر جانبدار رہتے ہوئے ان کی تحقیق کرنی چاہئے۔ بعض قابل اعتماد احمدیوں نے اس پر ریسرچ کی ہے جسے سائنس دانوں نے قابل التفات نہیں سمجھا۔ حضور انور نے صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ ہیں ان کا ایک آنکھوں دیکھا واقعہ سنایا اور اس واقعہ کے کئی اور گواہ بھی تھے۔ انہوں نے بتایا کہ مری پاکستان میں ایک Psychotic ڈاکٹر تھے اور کافی لمبے عرصہ سے hypnotism وغیرہ کی پریکٹس بھی کرتے تھے۔ اور اس کا اثر ان کے جسم پر پڑنے کی وجہ سے کمزور ہوتے گئے۔ لیکن اسکی وجہ اس پر یقین رکھنے والے بھی نہیں جانتے تھے کہ کیا ہے۔ کچھ دوستوں اور رشتہ داروں کی موجودگی میں ان ڈاکٹر صاحب نے اپنی اس قوت کا مظاہرہ کیا۔ اور میز پر پڑے ہوئے کچھ چمچوں پر توجہ کی اور کچھ دور چل کر گر گئے۔ اس کے بعد انہوں نے چینی کی ایک پلیٹ کو اٹھایا اور میز کی طرف float کرنے لگی اور جب وہ دوسرے کنارے تک پہنچی تو ڈاکٹر کی توجہ ٹوٹ گئی اور وہ نیچے گری اور ٹوٹ گئی اور یہ اس بات کا solid ثبوت ہے کہ ایسے لوگ hypnostic طاقت استعمال کرتے ہیں۔ سائنس دان کیمرہ ٹرک کہہ دیتے ہیں لیکن یہ کیمرہ ٹرک نہیں تھا۔ وہ پلیٹ ٹوٹ گئی اور پھر نہ جڑی۔ جبکہ فرعون کے جادوگروں کی رسیاں وغیرہ تو غائب ہوگئیں۔ اس لئے زیادہ تجربات کی ضرورت ہے۔ وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ کیمرہ تصویر لے رہا تھا حالانکہ وہ پہلے تصویریں لے چکے ہوتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمیں خود دیانتداری کے ساتھ تحقیق کرنی چاہئے۔

☆...... قرآن مجید میں ہے کہ مختلف انبیاء مختلف اقوام کی طرف مختلف مقاصد اور انذار کے ساتھ آئے۔ کیا خدا تعالیٰ خاص اوقات اور خاص اصولوں کے ساتھ انبیاء کو بھیجتا رہا ہے یا at random آتے رہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ بغیر کسی اصول کے کوئی کام نہیں کرتا۔ بعض دفعہ ہم دیکھ سکتے ہیں اور بعض دفعہ ہم سمجھ نہیں سکتے۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے درمیان لمبے وقفہ میں کوئی نبی نہیں آیا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان کے لمبے عرصے میں کوئی نبی نہ آیا۔ اس لمبے عرصے کے دوران خدا تعالیٰ مجددین اور مصلحین وغیرہ کے ساتھ اسلام کی روحانیت کو زندہ رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن حضرت اسماعیلؑ اور آنحضرت ﷺ کے درمیان لمبے عرصے تک نبی نہ آنے کی وجہ میں نہیں سمجھ سکا اور اس کا مجھے اقرار ہے۔ میں نے اپنی تسلی کے لئے ایک وجہ یہ سوچی کہ اس دوران حضرت ابراہیمؑ کی دوسری اولاد نبوت کا کردار ادا کرتی رہی تھی اور حضرت اسحاقؑ اور یعقوبؑ وغیرہ سے نبوت مکمل طور پر حضرت اسماعیلؑ کی طرف منتقل نہیں ہوئی تھی۔ شاید اس لئے لمبا وقفہ ہوا ہو کہ خدا تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو سیدھا حضرت اسماعیلؑ سے ملانا چاہتا تھا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کے نتیجے میں ایک عالمی نبی آنا تھا۔ یہ میرا اپنا خیال ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆...... آنحضرت ﷺ کی جسمانی خوبصورتی کا ذکر احادیث میں ملتا ہے تو کیا روحانی خوبصورتی کے لئے جسمانی خوبصورتی ضروری ہے ؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کیونکہ انسانیت کے لئے ماڈل تھے اس لئے آپ کا روحانی اور جسمانی طور پر خوبصورت ہونا مقدر تھا ورنہ کئی روحانی طور پر خوبصورت جسمانی طور پر اس کے برعکس تھے۔

☆...... قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کی چار آیات (۲۳۸ تا ۲۴۱) میں عورتوں کے بعض مسائل اور ان سے سلوک کے ساتھ ہی نماز کے بارہ میں تاکید بیان کی گئی ہے۔ حضور اس تعلق کی وضاحت فرمادیں ؟۔

ان چار آیات کی تلاوت اور ترجمہ مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے کیا اور حضور نے فرمایا کہ کئی تشریحات ہوسکتی ہیں جس کے لئے ساری سورۃ کا پڑھنا ضروری ہے۔ لیکن اس وقت اسی پر اکتفا کیا جاسکتا ہے کہ عورتوں کو Compliment ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کا کتنا خیال رکھا ہے۔

☆...... پاکستانی احمدیوں پر پاکستان کی شریعت بل کا کیا رد عمل ہے ؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ مولویوں کی شرارت ہے۔ اس عجیب قانون کا کوئی جواز نہیں۔

☆...... مچھلی اور سمندری جانوروں پر حلال وحرام کا مسئلہ کیا ہے ؟ فرمایا سمندری جانور سب حلال ہیں۔

☆...... بد نظر کیا ہے ؟ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ کئی طریق سے بیان کی جاتی ہے۔ بعض لوگ بدنیتی کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی شرارت کرتے ہیں اس لئے خدا کی پناہ میں رہنے کی دعا کے لئے کہا گیا ہے۔

☆...... حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے سرخ چھینٹوں والے نشان کے واقعہ کی بابت بھی دریافت کیا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اس کا قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا۔

(امتہ المجید چوہدری)

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھاکر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کرسکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

تصحیح

الفضل کے گزشتہ شمارہ نمبر ۳۹ میں مکرمہ مبشرہ بشارت صاحبہ کی نظم کے چوتھے بند کے دوسرے شعر کو یوں پڑھا جائے :

خدائے پاک و برتر نے ہمیں جو کام سونپا ہے ☆ اسے ہر حال میں پورا ہمیں کو ہی تو کرنا ہے

اَلَّذِینَ سَبَقُونَا بِالْاِیمَان

حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ

گیارھویں صدی ہجری میں سرزمین سابق پنجاب میں توحید و رسالت کی اشاعت اور تبلیغ اسلام میں سلسلہ قادریہ کی ایک شاخ خاندان نوشاہیہ سے منسلک صوفیاء کے ایک گروہ نے نہایت شاندار کارہائے نمایاں سرانجام دئے ہیں۔ اس گروہ کے راہ نما حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ قادری تھے۔ جنہوں نے اپنے مریدوں پر علوم وفنون کے رازہائے سربستہ منکشف کر کے روحانی تصرفات سے ان کی قلبی کیفیات کو تبدیل کر دیا اور ان کے تاریک دلوں کو روشن کر دیا۔

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کا نسب آٹھویں پشت میں حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ کے چھوٹے لڑکے محمد ہاشم سے جو آپ کا روحانی طور پر قائم مقام بنا، جاملتا ہے۔ جس کی وجہ سے آپ کے خاندان کے لوگ ہاشمی بھی کہلاتے ہیں۔

حضرت حافظ صاحب کی پیدائش

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ موضع رنمل میں انیسویں صدی کے آخر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد میاں میراں بخش صاحب اپنی معمولی زرعی جائیداد میں کھیتی باڑی کے ذریعہ گزر اوقات کرتے تھے۔ لیکن قریباً ۳۵ سال کی عمر میں ہی ان کی وفات نے ان کی سوگوار بیوہ اور چار یتیم بچوں کی دنیا تاریک کر دی۔ خاوند کی وفات کے بعد چند ماہ تک رنمل میں ٹھہرنے کے بعد حضرت حافظ صاحبؓ کی والدہ مسماۃ بخت روشن صاحبہ آپ کو اور آپ کے بھائیوں کو ساتھ لے کر اپنے میکے وزیر آباد میں آ گئیں۔ جہاں ان کے والد حکیم چراغ دین صاحب نے ان سب کو اپنی پرورش میں لے لیا۔

ابتدائی تعلیم اور قادیان میں آمد

حضرت حافظ صاحب کے والد جب فوت ہوئے تو آپ کی عمر چار پانچ سال کی تھی۔ آپ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ والد کی وفات کی وجہ سے گھر پر غم واندوہ چھایا تھا۔ کسی نے ان کے علاج کی طرف توجہ نہ دی۔ جس کی وجہ سے وہ زیادہ خراب ہو گئیں اور نتیجۃً آپ کی بینائی بہت کم ہو گئی جس کی وجہ سے وزیر آباد آ کر آپ کی تعلیم کا کوئی انتظام نہ ہو سکا۔

آپ کی عمر کوئی نو سال کے قریب ہو گی کہ حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ وزیر آبادی (جو رشتہ میں آپ کے ماموں تھے) کے مشورہ پر آپ کو ان کے پاس بھجوا دیا گیا جہاں آپ نے کوئی پندرہ سولہ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ اور اس کے بعد آپ کے بڑے بھائی ڈاکٹر رحمت علی صاحبؓ (جو اس وقت افریقہ میں ملازم تھے) کی ہدایت پر اور حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادیؓ کے مشورہ سے آپ کو قادیان پہنچا دیا گیا۔ جہاں آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے اور تعلیم دین کے لئے آپ حضرت قاضی امیر حسین صاحبؓ کے سپرد کئے گئے۔ پانچ سال کے قریب عرصہ تک آپ ان کے شاگرد رہے اور متعدد دینی کتب کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ارشاد پر طب کی کتاب "نفیسی" بھی حضرت قاضی صاحب سے درساً درساً پڑھی اور اس کے بعد حضرت خلیفہ اول نے آپ کو اپنے درس خاص میں لے لیا۔ قادیان آنے سے قبل آپ اواخر ۱۸۹۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔ (الحکم ۲/ نومبر ۱۸۹۹ء)

شادیاں

حضرت حافظ صاحب نے اپنی زندگی میں چار شادیاں کیں۔ آپ کی پہلی شادی آپ کی پھوپھی کی لڑکی محترمہ حیات نور صاحبہ سے ہوئی جو چند سال ازدواجی زندگی گزار کر ۱۹۱۱ء میں فوت ہو گئیں۔ اس کے بعد دوسری شادی آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک مخلص صحابی حضرت منشی شادی خان صاحبؓ کی لڑکی محترمہ استانی مریم بیگم صاحبہ سے دسمبر ۱۹۱۱ء میں کی۔ نکاح حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحبؓ نے پڑھا۔ تیسری شادی ۵/اکتوبر ۱۹۲۰ء کو آپ نے اپنے بھائی پیر اکبر علی صاحب کی بیوہ آمنہ صاحبہ بنت پیر دولت علی صاحب سکنہ پنڈ عزیز گجرات سے کی جو آپ کی پہلی بیوی کی بھتیجی تھیں۔ نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھا۔ آپ کا یہ نکاح حضور نے آپ کے بھائی پیر اکبر علی صاحب مرحوم کی ایک وصیت کے نتیجہ میں پڑھا۔ وفات کے وقت انہوں نے اپنی بیوی کو جوان عمر ہونے کی وجہ سے جناب حافظ صاحبؓ سے شادی کر لینے کی وصیت کی تھی۔ آپ کی یہ بیوی بھی مختصر ازدواجی زندگی گزار کر فوت ہو گئیں۔ چوتھا نکاح آپ کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے محترمہ امۃ الحمید صاحبہ بنت حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی سے ۱۰/ستمبر ۱۹۲۵ء کو بعوض پانچ صد روپیہ مہر پڑھا۔

اولاد

حضرت حافظ صاحب نرینہ اولاد سے محروم رہے۔ ہاں آپ کی پہلی بیوی کے بطن سے ایک لڑکی امۃ الحق صاحبہ پیدا ہوئیں جو حافظ مبارک احمد صاحب فاضل کے نکاح میں آئیں۔ (الفضل ۸/جولائی ۱۹۲۳ء)

حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی جو ان کے استاد بھی تھے وہ اپنے شاگرد رشید کے بارے میں فرماتے ہیں:

"آپ کلاس میں اپنے استاد کی طرف پوری طرح متوجہ رہتے۔ نہایت مؤدب خلیق اور اپنے ہی کام میں منہمک رہنے والے تھے۔ اس لئے آپ کے ساتھی طلباء آپ کی تعظیم کرتے۔ اساتذہ کے آپ نہایت ہی فرمانبردار تھے۔ اور ان کا احترام اور ادب ہر دم پیش نظر رہتا۔

"حافظ روشن علی صاحبؓ کی مرنج مرنجاں و خاموش طبیعت نیکی اپنے کام میں ہی منہمک رہنے اور بہت ہی ادب کرنے اور زیادہ خوش الحان ہونے کی وجہ سے میں ان کو ہی طلباء کا امام بنایا کرتا تھا۔ طلباء بھی ان کا ادب کرتے اور ان کی تعظیم کرتے تھے"۔ (الفضل ۶/اگست ۱۹۲۹ء)

ذہانت اور حافظہ

حضرت حافظ صاحبؓ نہایت ذہین تھے۔ ذہن نہایت صافی تھا۔ آپ تلاوت کرتے وقت پچھلی آیات بتا سکتے تھے۔ عام حافظ ایسا نہیں کر سکتے اگر ایک لفظ بھی رک جاتے ہیں تو وہ نئے سرے سے پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ مگر آپ میں یہ کمال پایا جاتا تھا کہ آپ الگ الگ آیات بھی بتا سکتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کلام الٰہی آپ کی ذہنی آنکھوں کے سامنے کھلا پڑا ہے۔

پھر ایک بڑا کمال آپ میں یہ پایا جاتا تھا کہ کسی مضمون کے متعلق دریافت کرنے پر آپ فوراً قرآن کریم کی متعدد آیات بتا دیا کرتے تھے۔ گویا تمام قرآنی مضامین آپ کی ذہنی آنکھوں کے سامنے ہمیشہ موجود رہتے تھے۔ اور ضرورت کے وقت آپ کو زیادہ سوچنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کے اس کمال کی تعریف کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"حافظ صاحب میں یہ بڑا کمال تھا کہ انہیں جب بھی کوئی مضمون بتا دیا جاتا وہ اس مضمون کی آیتیں قرآن کریم سے فوراً نکال دیتے۔ اکثر تو پہلی دفعہ ہی صحیح آیت نکال دیا کرتے تھے اور اگر پہلی دفعہ صحیح آیت نہ بتا سکتے تو دوسری دفعہ ضرور صحیح آیت بتا دیتے تھے۔ مگر ان کی وفات کے بعد مجھے اب تک کوئی ایسا آدمی نہیں ملا۔ ان کی زندگی میں مجھے مضمون تیار کرنے کے متعلق کبھی گھبراہٹ نہیں ہوا کرتی تھی کیونکہ میں جانتا تھا کہ تقریر کرنے سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے میں ان کو سامنے بٹھا لوں گا اور وہ آیتیں نکال نکال کر مجھے بتاتے چلے جائیں گے"۔

(الفضل ۲۶/ جولائی ۱۹۳۳ء)

ایک اور موقعہ پر فرمایا:

"ایک دفعہ لاہور میں مجھے اچانک تقریر کرنی پڑی۔ حافظ روشن علی صاحبؓ مرحوم جو آیات کا حوالہ نکالنے میں بہت مہارت رکھتے تھے ان کو میں نے پیچھے بٹھا لیا اور مضمون بیان کرنا شروع کر دیا۔ جب ضرورت پڑتی ان سے حوالہ دریافت کر لیتا"۔

(الفضل ۱۰/ستمبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک موقعہ پر حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ سے دریافت فرمایا کہ حافظ صاحب وہ کیا آیت ہے کہ جب خدا تعالیٰ کی آیات کا ٹھٹھہ ہو تو اس مجلس میں نہ بیٹھو۔ اس پر آپ نے حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ والی آیت پڑھ کر سنائی۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۲۲۰)

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ فرماتے ہیں:

"میری ہر بڑی تقریر کے مضمون کے ارشادات کا بیشتر حصہ حضرت حافظ صاحب مرحوم لکھاتے تھے اور میں نہایت اطمینان سے زیادہ مطالعہ کئے بغیر تقریر سے پہلے مرحوم کے پاس جاتا اور کہتا کہ آج میں Moving Encyclopaedea of Islam (متحرک دائرۃ المعارف اسلام) کے مطالعہ کے لئے آیا ہوں اور بفضلہ تعالیٰ اس سے بھی کم وقت صرف کر کے جو برٹش میوزیم لائبریری لنڈن میں محض کتاب لینے کی اجازت حاصل کرنے میں خرچ ہوتا تھا علم کے زندہ خزانہ سے ضرورت کے مطابق دولت معلومات لے کر شاداں و فرحاں واپس ہوتا تھا"۔ (الفضل ۱۲/جولائی ۱۹۲۹ء صفحہ ۸)

آپ نہ صرف قرآن کریم کے حافظ تھے بلکہ آپ کلام مجید کا ترجمہ تحت اللفظ بھی بغیر متن کے پڑھے کے اسی روانی کے ساتھ کر سکتے تھے گویا آپ قرآن مجید کے ترجمہ کے بھی حافظ تھے۔

لندن میں دو ماہ کے قیام میں آپ نے اکثر فقرات انگریزی سیکھ لئے تھے اور انگریزی خوانوں کے مذاق کے مطابق ان سے گفتگو نہایت عمدگی سے فرماتے تھے۔ گفتگو میں جو لفظ استعمال کرتے وہ ٹھیک طور پر کرتے اور انگریزی خوانوں کا مضحکہ نہ بنتے۔ انگلستان میں آپ انگریزی کے چند الفاظ اور ہاتھ کے دو تین اشاروں سے بعض انگریزوں سے مذہبی گفتگو فرما لیا کرتے تھے۔

آپ کی ذہانت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"انگلستان جاتے ہوئے ہم عدن میں اترے جہاں میں نے ایک عرب دکاندار سے عربی میں کھجوروں کا بھاؤ دریافت کیا۔ اس نے جو جواب دیا میں اسے سمجھ نہ سکا۔ میں نے دوبارہ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ میری بات سمجھا نہیں پھر اس سے وہی سوال کیا۔ اس نے پھر مجھے وہی جواب دیا۔ میں پھر اس کی بات نہ سمجھ سکا۔ اسی طرح دو چار دفعہ ہم میں سوال وجواب ہوا۔ حافظ روشن علی صاحب مرحوم میرے ساتھ کھڑے تھے وہ اس سوال وجواب کو سن کر بے اختیار ہنسنے لگے۔ میں نے حافظ صاحب سے پوچھا کہ آپ ہنس کیوں رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ عربی بول رہے ہیں اور وہ سمجھتا ہے کہ آپ پنجابی بول رہے ہیں اور صرف اندازہ لگا کر جواب اردو میں دے رہا ہے لیکن ایسی خراب زبان بول رہا ہے کہ آپ اسے سمجھ نہیں سکتے حالانکہ وہ عربی نہیں اردو میں جواب دے رہا ہے"۔

(الفضل ۲۸/مارچ ۱۹۳۶ء صفحہ ۶)

آپ نہایت حاضر جواب تھے۔ کوئی شخص بھی آپ کی مجلس میں رنجیدہ نہیں رہ سکتا تھا۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگ چاہے کس مذاق کے ہوں حضرت حافظ صاحبؓ ان پر کبھی بار گراں محسوس نہیں ہوتے تھے۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحب فرماتے ہیں کہ "میں نے آپ سا ذہین اور قادر الکلام کوئی نہیں دیکھا"۔

(الفضل ۲۸/جون ۱۹۲۹ء صفحہ ۷)

آپ کا حافظہ نہایت بےنظیر تھا۔ صفحات کے صفحات ایک دفعہ سن کر پھر دوبارہ سنا سکتے تھے۔ بلا مبالغہ ہزاروں اشعار عربی آپ کو یاد تھے۔ نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے اکثر قصائد ہی آپ کو یاد تھے بلکہ آپ کی بعض عربی کتب بھی آپ کو یاد تھیں۔ سنا ہے کہ ۱۹۲۴ء میں یورپ کو جاتے ہوئے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ دمشق میں قیام فرما ہوئے تو وہاں کسی تبلیغی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عربی کتاب کی ضرورت پڑی۔ حضور نے حضرت حافظ صاحبؓ سے اس کتاب کے ساتھ نہ ہونے کا افسوس کیا تو حضرت حافظ صاحب نے وہ کتاب زبانی سنانی شروع کر دی۔

محترم ڈاکٹر میجر شاہنواز صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت حافظ صاحب کو کئی الفاظ انگریزی حضرت خلیفۃ المسیح اول کے اکثر نسخہ جات انگریزی ادویہ کے نام، ان کی خوراک وغیرہ صحیح تلفظ اور مقدار میں یاد تھیں حالانکہ آپ انگریزی نہیں جانتے تھے۔ (ملاحظہ ہو، الفضل ۴/اکتوبر ۱۹۲۹ء)

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے حضرت حافظ صاحبؓ کی نظر بچپن میں ہی خراب ہو چکی تھی اور آپ کی صرف ایک آنکھ میں ہی کچھ بینائی تھی۔ آپ نہ لکھ سکتے تھے اور نہ پڑھ سکتے تھے اس لئے آپ نے تمام علوم محض سن کر تحصیل کئے اور ہر علم کے متعلق حوالوں کا ایک وسیع ذخیرہ ہر وقت آپ کے حافظہ میں موجود رہتا تھا اور بقول حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر آپ چلتا ہوا انسائیکلوپیڈیا آف اسلام تھے۔

تبحر علمی

آپ اپنے زمانہ میں سلسلہ احمدیہ کے بہت بڑے عالم تھے۔ قرآن و حدیث کے علاوہ آپ نے ہر ایک اسلامی علم میں تبحر حاصل کیا تھا۔ عیسائیت، یہودیت اور آریہ مت وغیرہ مذاہب سے متعلق آپ کو نہایت اعلیٰ درجہ کی واقفیت حاصل تھی۔ کسی مذہب و ملت کا آدمی ہو اس سے آپ نہایت عمدگی سے گفتگو فرما سکتے تھے۔ آپ کی گفتگو نہایت مدلل اور استدلال نہایت وزن دار ہوتا۔ آپ جو مضمون لکھواتے نہایت مفید معلومات سے پُر ہوتا تھا۔

حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ :

"آپؓ مذہبی میدان میں غیر مبائع، غیر احمدی، آریہ، سکھ، عیسائی اور سناتنی غرض ہر مذہب کے لوگوں سے گفتگو اور مباحثہ کر سکتے تھے اور یہ خوبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کے سوا اور کسی میں نہیں دیکھی"۔ (الفضل ۲۸/جون ۱۹۲۹ء صفحہ ۷)

آپ کے تبحر علمی کا اثر نہ صرف ہندوستان والوں پر تھا بلکہ بیرونی ممالک کے علم دوست لوگ جن سے حضرت حافظ صاحب کی ملاقات ہوئی وہ آپکی علمی فوقیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ انگلستان میں ویمبلے کانفرنس میں تقریری پروگرام میں ایک اور لیکچرار کا نام کاٹ کر آپ کا نام رکھا گیا۔ اور پھر آپ نے تصوف کے متعلق جو ٹھوس معلومات اپنی تقریر میں پیش کیں مستشرقین یورپ بھی اس کی داد دئے بغیر نہ رہ سکے۔ ملک شام میں آپ کی تقریروں اور مباحثوں کی دھوم مچ گئی تھی۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر نے آپ کے اس علمی پہلو کے متعلق لکھا ہے کہ :

"حافظ صاحب کی وفات سے نہ صرف جماعت احمدیہ کا نہ تلافی ہونے والا نقصان ہوا ہے اور خلافت ثانیہ کا مولانا عبدالکریم ثانی ہم سے جدا ہوا ہے بلکہ دنیائے اسلام میں چونکہ حافظ صاحب کی سی جامع صفات رکھنے والا دوسرا آدمی نہ موجود تھا اور نہ ہے اس لئے کل اسلامی دنیا کا نقصان ہوا ہے جس کا احساس متعصب ہندوستانی گو نہ کریں مگر ممالک اسلامیہ کے جن علماء اور عوام نے حضرت مرحوم کو ان کے دوران سفر شام و مصر میں دیکھا تھا وہ اس کا احساس کئے بغیر نہیں رہ سکتے"۔

(الفضل ۱۲/جولائی ۱۹۲۹ء صفحہ ۸)

خطابی قابلیّت

تقریر میں آپ احمدی جماعت میں بلا استثناء سب سے نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ بلا مبالغہ آپ نے ہزاروں تقریریں کیں اور پھر ملک کے ہر حصہ میں۔ دیہات میں بھی اور شہروں میں بھی کیں اور ہر فن کے ماہرین کے سامنے کیں۔ اور ہر بار آپ نے اپنی صفائی و شستگیٔ بیان کی وجہ سے حاضرین کی توجہ کو پورے طور پر جذب کر لیا۔ نیز آپ تکلمو الناس علی قدر عقولھم کے مطابق ہر طبقہ کی شایان حال تقریر فرماتے تھے۔ آپ اپنے اس کمال کی وجہ سے متعدد اسلامی انجمنوں کی دعوت پر ان کے جلسوں میں شامل ہوئے۔ چنانچہ جون ۱۹۱۷ء پیر میلہ نوشاہیاں رنمل کی دعوت پر آپ نے حاضرین کے سامنے تقریر کی۔ انجمن احمدیہ جموں نے مارچ ۱۹۲۴ء اور پھر جنوری ۱۹۲۶ء میں آپ کو خاص دعوت دے کر اپنے جلسہ میں تقریریں کروائیں۔ ینگ مینز ایسوسی ایشن جموں نے آپ کو فروری ۱۹۲۴ء میں اپنے اجلاس سے خطاب کرنے کی دعوت دی۔ علی گڑھ میں یونیورسٹی کی ایک تقریب پر آپ نے "اسلامک ہسٹری اور اسلام اور دیگر مذاہب" کے مقابلہ پر زبردست تقریر کی۔

جلسہ سالانہ قادیان کی اسٹیج پر آپ کو ۱۹۱۴ء سے لے کر ۱۹۲۷ء تک برابر چودہ سال تقاریر کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ ۹ سال آپ نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریریں کیں۔ لیکن ہر بار آپ نے نئے انداز اور نئے معیاروں سے اس مضمون کو بیان کر کے سامعین کو محظوظ کیا۔

حضرت حافظ صاحب نہ صرف اردو زبان میں ہی تقریر کرنے کی مہارت تامہ رکھتے تھے بلکہ عربی میں بھی آپ ایسے ہی زور اور روانی کے ساتھ تقریر فرما سکتے تھے۔ چنانچہ اپنی زندگی میں آپ نے کئی گھنٹوں تک لمبی تقاریر عربی زبان میں کیں۔ پنجابی زبان میں بھی آپ نے بعض تقاریر کیں۔

مباحثات

حضرت حافظ صاحب بہترین مناظر بھی تھے اور مناظرہ میں نہایت سنجیدہ اور غیر دل آزار تھے۔ آپ کی یہ صفات ایسی تھیں کہ مخالف دشمن بھی ان کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب جن کے کئی ایک مباحثے آپ سے اور دوسرے احمدی مناظرین سے ہوئے انہوں نے آپ کی وفات پر جو نوٹ اپنے اخبار اہل حدیث میں لکھا اس میں آپ کی ان خوبیوں کو سراہا ہے۔ آپ کسی مذہب کی بُرائی بیان کئے بغیر اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کے ساتھ دوسرے مذہب کی تعلیم کو اس کی مسلمہ کتب سے ثابت کرتے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں بیسیوں مباحثے کئے جو غیر از جماعت علماء، عیسائی پادریوں اور آریوں سے ہوئے۔ کئی ایک مناظروں میں آپ اہلسنت والجماعت کی طرف سے پیش ہوئے۔ لیکن کسی ایک موقعہ پر بھی مخالف فریق کو آپ کے خلاف کوئی شکایت کرنے کا موقعہ نہ ملا۔

مئی ۱۹۱۸ء میں آپ گجرات میں پنڈت شانتی سروپ اور پنڈت پورنا نند صاحب سے ایک مشہور مباحثہ کیا۔ اس مباحثہ کے اختتام پر غیر از جماعت دوست اس قدر خوش ہوئے کہ آپ کو ہاتھوں پر آپ کی قیام گاہ تک پہنچانے کے لئے آمادہ اور تیار ہو گئے۔

(ملاحظہ ہو، الفضل ۸/جون ۱۹۱۸ء صفحہ ۲)

جن علماء سے آپ نے اپنی زندگی میں مناظرے کئے ان میں سے مسلمانوں میں سے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور آریوں میں سے پنڈت شانتی سروپ، پنڈت پورنانند، پنڈت پریم ناتھ کے علاوہ مشہور آریہ مناظر پنڈت دھرم بھکشو اور پنڈت رام چندر دہلوی قابل ذکر ہیں۔

فروری ۱۹۲۳ء میں جلال پور جٹاں میں آپ نے ایک سنی شیعہ مباحثہ میں اہلسنت والجماعت کی طرف سے مسلمانان شہر کی دعوت پر ایک کامیاب مباحثہ کیا جو اپنی افادیت کے پیش نظر منتظمین کی طرف سے کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔

تصوف

حضرت حافظ صاحبؓ صوفیاء کے ایک مشہور خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی پیدائش اور تربیت خالص تصوف کی فضا میں ہوئی۔ آپ نے نہ صرف اپنی زندگی میں تصوف کا نہایت غائر نظر سے مطالعہ کیا بلکہ آپ میدان تصوف کے شاہسوار تھے۔ انگلستان کے سفر میں آپ نے ویمبلے کانفرنس میں تصوف کے موضوع پر ایک عظیم الشان تقریر فرمائی ہے۔ اس تقریر میں آپ نے اپنا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے :

"راقم الحروف کا تعلق قادری نوشاہی سلسلہ کے ساتھ ہے۔ اس سلسلہ کے بانی محمد حاجی تھے۔ جو گیارھویں صدی ہجری میں گزرے ہیں۔ بوجہ علم و تقویٰ و پرہیزگاری کے ان کی بڑی مقبولیت ہوئی حتی کہ ہندوستان کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو ان کے مریدین سے خالی ہو۔ ان کی وفات کے بعد اس سلسلہ کی خلافت گیارہ پشتوں سے ہوتی ہوئی اس خاکسار کو ملی۔ اور یہ خاکسار بطور ورثہ کے اس کا حامل ہے۔ اور میرے خاندان کے دوسرے لوگ عموماً علمی مذاق اور مزاج کے تھے جن کا ان کے زمانہ کے لوگوں پر بہت بڑا اثر تھا۔

عنفوان شباب ہی سے علمی شغل کے علاوہ مجاہدات اور ریاضات بھی میرا شغل رہا ہے۔ دراصل میری زندگی تحصیل علوم اور ریاضت میں گزری ہے۔ مدت گزری میں نے محسوس کیا تھا کہ ہمارا سلسلہ بھی صراط مستقیم سے دور جا پڑا ہے۔ بجائے تقویٰ و طہارت و پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے کے وہ لوگ اتنے گر گئے تھے کہ ان میں مشرکانہ رسمیں پیدا ہو گئی تھیں۔ اس طریقے کے ممتاز لوگ عبادت اور ریاضت مراقبے اور غور و خوض میں مشغول رہتے تھے۔ اور ان کی زندگی دوسروں کے لئے مفید تھی۔ وہ خدا اور بنی نوع انسان سے اتنی محبت کرتے کہ اپنے نفس کو بھول جاتے۔ لیکن اب ایک جھوٹی فراموشیٔ نفس بھنگ اور شراب پی کر اور منوم بوٹیوں کے استعمال سے پیدا کی جاتی ہے۔ اگلے لوگ خداوند تعالیٰ کی یاد میں بے خود ہو جاتے لیکن یہ لوگ مستی کی بے خودی میں درختوں اور ستونوں کے ساتھ الٹے لٹک کر شور و غل کیا کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ باہر نکل کر لوگوں کی بھلائی کرتے یہ لوگ اب آوارہ گردی کرتے ہیں۔ چنگ و رباب کے ساتھ رقص و سرود میں مبتلا ہیں۔ اس آوارہ گردی کو یہ لوگ حج اور زیارت کہتے ہیں۔ بجائے محبت الٰہی کے ان کے دلوں میں امرد پرستی آ گئی ہے۔ جس کو وہ عشق مجازی کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ عشق مجازی عشق حقیقی کا پیش خیمہ ہے اور بغیر اس کے عشق حقیقی حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ باتیں بہتوں کی تباہی کا باعث ہوئیں۔ تصوف کی آڑ میں وہ بہت گناہ کا ارتکاب کرنے لگے۔ جس کا نام اخلاق پرہیزگاری تھا وہ اب گر کر ان کے لئے رذالت اور عیاشی سے بدل گیا۔

ان حالات میں میں خدا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اس نے ازراہ کرم بذریعہ الہام اور کشوف کے مجھ پر ظاہر کیا کہ حقیقی صوفی احمد قادیانی ہے اور چونکہ میرے مطالعہ علمی نے بھی یہی بات بتائی۔ اس لئے میں نے اس امر میں کچھ بھی پس و پیش نہیں کیا کہ اپنی تمام چیزوں کو اس سرچشمۂ ہدایت سے سیراب ہونے کے لئے جو احمد قادیانی کی ذات میں پھوٹ پڑا ہے قربان کر دوں۔ میں نے اس آسمانی شراب اور آب حیات کو نہایت خلوص اور عقیدت سے چکھا۔ میں تمام لوگوں کو اس صداقت کی طرف دعوت دیتا ہوں جسے عشق الٰہی نے مجھ پر کھول دیا ہے۔ مبارک وہ جو حق کی پیروی کرتے ہیں"۔ (مجمع البحرین صفحہ آخر)

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینجر)

F0ZMAN FOODS
A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-553-3611

فجی میں جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کا انعقاد

(محمد افضل ظفر۔ مبلغ فجی)

ماہ جولائی میں خصوصیت سے ہمیں جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کے انعقاد کی توفیق ملے جس میں غیر از جماعت اور لوکل فجین افراد بھی کافی تعداد میں شامل ہوئے۔

لمباسہ برانچ :

لمباسہ برانچ میں جلسہ سیرت النبی ﷺ ۶؍جولائی ۱۹۹۸ء بروز سوموار صبح دس بجے مسجد ناصر لمباسہ میں منعقد ہوا۔ جلسہ میں شامل ہونے والوں کی کل تعداد ۵۶۰ تھی۔ جن میں ۳۰۰ سے زائد فجین مہمان تھے جو لمباسہ کے گردونواح سے تشریف لائے تھے۔ اس موقع پر نواسبوؤ کے تین پیراماؤنٹ چیفس اور نسی کولا کے چیف تنگالی (Chief Land Lord) بھی شامل ہوئے۔ جلسہ میں مہمان خصوصی Mr.Apolosi Baroi تھے جو وزارت روزگار و یوتھ آفیرز کے سینئر آفیسر ہیں۔ جلسہ صبح دس بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ تلاوت کے ترجمہ اور نظم کے بعد معزز بھائیوں کو خوش آمدید کہا گیا اور جلسہ کی غرض و غایت سے آگاہ کیا گیا۔ اس کے بعد مہمان خصوصی نے انگریزی زبان میں اپنی تقریر میں آنحضور ﷺ کی ذات والا صفات کو خراج تحسین پیش کیا اسکے بعد مختصر وقفہ کیا گیا جس میں احباب کو شربت اور چائے پیش کی گئی۔

اس کے بعد پھر جلسہ شروع ہوا جس میں فجین زبان میں آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ پر تقاریر ہوئیں۔ بچوں نے بھی آنحضرتؐ کی سیرت کے واقعات پیش کئے اور نظمیں پڑھیں۔ اس کے بعد وقفہ برائے طعام و نماز ہوا۔

ڈیڑھ بجے پھر اجلاس شروع ہوا جس میں نظموں کے علاوہ انگریزی اور فیجئن زبانوں میں آنحضرتؐ کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں کے متعلق تقاریر ہوئیں۔

مہمان چیفس کی نمائندگی میں راتوجواور صاحب آف نموالو نے جوابی تقریر کی جس میں انہوں نے علاقہ میں جماعت کی خدمات کو سراہا اور خصوصاً اس پاک مجلس میں فجئین مہمانوں کو بلانے کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے بھی اپنی تقریر میں آنحضور ﷺ کے مقام رفیع و جلیل نہایت شاندار الفاظ میں بزبان انگریزی و فیجئن پیش کیا۔ (بفضل خدا اب یہ بیعت کر چکے ہیں) اس کے بعد صدر جلسہ مکرم حنیف بخش صاحب نے مہمانان کرام کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

سنگانگا برانچ :

سنگانگا برانچ میں جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد ۳؍جولائی ۱۹۹۸ء بروز جمعہ نماز سنٹر میں ۱۰ بجے دن ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم محمد حنیف بخش صاحب کا صدر سنگانگا برانچ نے آنحضورؐ کی حیات طیبہ پر اردو میں تقریر کی جس کے بعد امیر علی صاحب نے ہندی زبان میں آنحضورؐ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلو بیان کئے جس کے بعد عظمت شاہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام در مدح آنحضورؐ پیش کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے ایک گھنٹہ کی تقریر میں آنحضورؐ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلو بیان کئے۔ بعدہ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

ولودا برانچ :

جماعت احمدیہ ولودا نے سیرت النبیؐ کے جلسہ کا انعقاد ۱۲؍جولائی بروز اتوار مسجد مبارک ولودا میں ساڑھے دس بجے کیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظموں کے بعد آنحضرتؐ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر ہوئیں۔

جلسہ ہذا میں حاضری ۱۳۵ تھی اور ۳۴ فیجئن مردوزن مہمان تھے۔ ایک چیف نے بھی شرکت کی۔ گیارہ بیعتیں ہوئیں۔ الحمدللہ علی ذالک۔ فیجئن مہمان آس پاس کے تین دیہات سے آئے ہوئے تھے۔

نصروانگا برانچ :

جماعت احمدیہ نصروانگا کا جلسہ سیرت النبی ۱۵؍جولائی بروز بدھ ساڑھے چھ بجے شام مسجد بلال نصروانگا میں منعقد ہوا۔ بفضل خدا اس جلسہ میں تین فیجئن دیہاتوں سے فیجئن مہمانوں نے شرکت کی۔ دو چیف بھی شامل ہوئے۔ حسب روایت تلاوت قرآن کریم اور آنحضرتؐ کی شان میں منظوم کلام کے علاوہ انگریزی اردو اور فیجئن زبانوں میں سیرت النبیؐ کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان جلسوں کا فیض ہم سب کو عطا فرمائے اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ پر کماحقہ عمل کی توفیق بخشے۔ ☆......☆......☆

ایک دلچسپ واقعہ

کہتے ہیں "رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ" یعنی بعض اوقات ایسے ہوتا ہے کہ جسے کوئی بات پہنچائی جائے وہ براہ راست سننے والے سے زیادہ اسے یاد رکھتا ہے۔ میدان تبلیغ میں بہت سے دلچسپ واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ گھانا میں ایک تبلیغی مہم کے دوران پیش آیا جو قارئین الفضل کے لئے پیش ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو لوگ احمدیت کو سچ سمجھ کر قبول کرتے ہیں وہ حیرت انگیز استقامت کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ اور مخالفتیں ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہیں کر سکتیں۔

ہمارا ایک وفد تبلیغ کیلئے ایک گاؤں میں گیا۔ تو ہماری تبلیغ سے مقامی مسجد کے ایک امام صاحب نے احمدیت قبول کر لی جن کا نام محمد ثانی ہے۔ ان کے نیک اثر کی وجہ سے علاقہ میں اور بھی بہت سے لوگوں نے احمدیت قبول کی۔ لیکن جب محمد ثانی صاحب کے بڑے بھائی کو جو کہ دوسرے شہر میں امام تھے پتہ چلا کہ میرا چھوٹا بھائی احمدی ہو گیا ہے تو انہوں نے چھوٹے بھائی کی مخالفت شروع کر دی اور مجبور کرنے لگے کہ احمدیت چھوڑ دو۔

انہی دنوں ہمارا ایک اور وفد امام ثانی کے پاس مہمان ٹھہرا ہوا تھا۔ جب امام ثانی صاحب کے بڑے بھائی کو ہمارے اس وفد کا پتہ چلا تو وہ اور بھی سیخ پا ہوئے اور امام ثانی صاحب کو کہا کہ تم نے نہ صرف یہ کہ احمدیت قبول کی ہے بلکہ احمدیوں کو اپنے پاس رکھنا بھی شروع کر دیا ہے، مجھے یہ منظور نہیں تم ان لوگوں کو ابھی گھر سے نکالو۔ یہ صورت حال دیکھ کر ہمارے وفد کے لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم خود ہی یہاں سے چلے جاتے ہیں۔

جب اس صورت حال کا اس گاؤں کی ایک اور خاتون کو پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ آپ لوگ میرے گھر آ جائیں۔ چنانچہ اس خاتون نے ان احمدیوں کی خوب خدمت کی اور ہر طرح سے مدد کی۔

دوسری طرف سے امام ثانی پر دباؤ بڑھ رہا تھا جس کی وجہ سے اس نے احمدیت چھوڑنے کا اعلان کر دیا تو لوگ ساتھ والے گاؤں کے احمدی چیف کے پاس گئے اور کہا کہ وہ امام جو لوگوں کو احمدیت کی تبلیغ کرتا تھا اور جس کی تبلیغ سے آپ احمدی ہوئے ہیں اس نے احمدیت چھوڑ دی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ تو اس چیف نے جواب دیا کہ ہم نے امام وقت کی بیعت کی ہے۔ ہم نے اس امام ثانی کی بیعت نہیں کی۔ اور ہم نے احمدیت کو سچا سمجھ کر بیعت کی ہے۔ اس لئے ہمیں امام ثانی پر بڑا افسوس ہے کہ اس نے یہ حرکت کی۔ بے شک سارا گاؤں احمدیت چھوڑ دے لیکن میں اور میرا خاندان احمدیت پر پکے ہیں۔

تین چار دن کے بعد امام ثانی روتے ہوئے ہمارے تبلیغی وفد کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے معاف کر دیں میں گزشتہ تین چار دن بہت بے چین رہا ہوں۔ میں ان کے دباؤ میں آ گیا تھا۔ اب میں اقرار کرتا ہوں کہ میں پکا احمدی ہوں اور میرا بھائی جو چاہے کرے مجھے اسکی پرواہ نہیں۔ میں احمدیت کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری تبلیغی مساعی میں برکت ڈالے اور نو احمدیوں کو ثبات قدم عطا فرمائے اور ان کے ایمان و اخلاص میں ترقی دے۔

DAUD TRAVELS

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

داؤد ٹریولز ــــــ جرمنی میں ایک جانا پہچانا نام

داؤد ٹریولز ــــــ ایک با اعتماد و با اصول ادارہ

داؤد ٹریولز ــــــ آپ کے خوشگوار سفر کی ضمانت

داؤد ٹریولز ــــــ سال ہا سال سے آپ کی خدمت میں پیش پیش

آپ حج بیت اللہ یا عمرہ کے لئے دیار حبیبؐ جانے کی تمنا رکھتے ہوں، قادیان دار الامان جلسہ سالانہ پر جانے کا ارادہ ہو، پاکستان اپنے عزیز و اقارب سے ملاقات کی خواہش ہو، دنیا میں جہاں کہیں بھی سفر کا پروگرام ہو

داؤد ٹریولز آپ کی خدمت کے لئے ہمہ وقت حاضر ہے

ہمیں ایک بار آزمائیں انشاء اللہ آپ ہمیشہ ہمیں ترجیح دیں گے

PIA فیملی فیئر کی سہولت سے فائدہ اٹھائیں۔ PIA نے ہمیں عمدہ سروس دینے کا وعدہ کیا ہے

وقت کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی قومی ائرلائن سے سفر کریں

PIA کے جنرل مینجر جناب سید سلیم الطاف بخاری صاحب کو ہم جرمنی آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں اور اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتے ہیں

بلال داؤد کاہلوں — مینجر۔ داؤد ٹریولز

Daud Travels

Otto Str.10 - 60329 Frankfurt am Main.

Direkt von dem, Intercity Hotel

Telefon:(069)23 3654, Fax:(069) 25 93 59, Residence:(069) 5077190

Tel:(069) 23 4563 Mobile: 0172 946 9294

فرانکفورٹ کے نزدیک فرید برگ میں

سیکنڈ ہینڈ کاروں کی خرید و فروخت کا مرکز

آپ کار خریدنا یا اپنی کار فروخت کرنا چاہتے ہیں

تو ہمارے ہاں تشریف لائیں یا بذریعہ فون / فیکس رابطہ کریں

نقد ادائیگی کے ساتھ TUV اور KAT کے بغیر کاریں بھی خریدی جاتی ہیں

نیز کاروں کے ہر قسم کے سپئر پارٹس بازار کی قیمت سے ارزاں نرخوں پر فروخت کئے جاتے ہیں

Malik Asif Mahmood

Saar Str.25 Friedberg

Tel - Office : 0171-621 4360 - (Mobile)

PRV.Tel : 06031-7685 - Fax : 06031-680 352

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

سیرۃ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" اپریل ۹۸ء میں سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی سیرۃ پر مکرم مولانا محمد اشرف صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے- حضرت عمرؓ ۵۸۲ء میں مکہ کے خاندانِ قریش میں پیدا ہوئے- نام عمر، لقب فاروق اور کنیت ابن خطاب تھی- آپؓ نے سپہ سالاری، شہسواری، پہلوانی، فن خطابت اور لکھنا پڑھنا سیکھا- پھر تجارت کے لئے دور دراز کے سفر کئے- نوجوانی میں بھی بڑے بڑے سردار اور رؤساء آپ کا بہت احترام کرتے- حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم عموماً ایک دوسرے سے بیان کرتے تھے کہ خدا کا کوئی فرشتہ ہے جو حضرت عمر کی زبان پر بولتا ہے-

حضرت عمرؓ خدا کا بہت خوف رکھتے تھے- ایک مرتبہ فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے میں تو صرف اس قدر چاہتا ہوں کہ بے مؤاخذہ چھوٹ جاؤں"- آپؓ خشوع و خضوع سے رات رات بھر عبادت میں مشغول رہتے- حضرت عبداللہ بن شداد کا بیان ہے کہ میں باوجود پچھلی صف میں ہونے کے حضرت عمرؓ کی گریہ و زاری کی آواز سنتا تھا- آپؓ بہت رقیق القلب تھے- قبول اسلام سے قبل بھی باوجود شدید دشمنی ہونے کے جب ایک بار آپ رات کو پہرہ دیتے ہوئے ایسے سامان کے پاس پہنچے جو بندھا ہوا تھا اور ایک صحابیہ پاس کھڑی تھیں تو آپ کے دریافت کرنے پر اس صحابیہ نے کہا کہ ہم مکہ چھوڑ کر جا رہے ہیں کیونکہ تم اور تمہارے بھائی ہمارا یہاں رہنا پسند نہیں کرتے...... اس پر عمر نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا اور رقت آمیز آواز میں کہا "اچھا جاؤ! خدا تمہارا حافظ ہو"-

حضرت عمرؓ جب اسلام لے آئے تو آپ کی کیفیت یہ تھی کہ آنحضور ﷺ سے شدید محبت تھی- ایک بار عرض کی "خدا کی قسم آپ مجھے جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں"- آپؓ ہر وقت آنحضور ﷺ کی حفاظت پر کمربستہ رہتے- آنحضور ﷺ کی کمر پر کھردری چارپائی کے نشان دیکھے تو آبدیدہ ہو گئے-

حضرت عمر فاروقؓ تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز اور صاحب رؤیا و کشوف ہونے کے باوجود بہت سادہ مزاج تھے- آپؓ کو بھی اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں اذان سکھائی تھی- آپؓ کی خلافت کے دوران ایک خطبہ جمعہ کے دوران اچانک آپؓ نے بلند آواز سے پکارا "یا ساریۃ الجبل" کہ اے ساریہ! پہاڑ کے دامن میں پناہ لو- بعد میں آپؓ نے بتایا کہ اس وقت کشفی حالت میں آپ کو عراق کی سرزمین پر اسلامی لشکر دکھایا گیا تھا جس کا سردار ساریہ ہے اور اس وقت چونکہ میدان جنگ کا نقشہ آپؓ کے سامنے تھا اس لئے آپؓ نے اپنے سپہ سالار کو ہدایت دی- چند دن بعد ساریہ کا خط آپؓ کو ملا کہ آپؓ کی آواز سُن کر اسلامی لشکر میدان چھوڑ کر پہاڑ کی طرف آ گیا جس کے نتیجہ میں اسلامی لشکر کو فتح حاصل ہوئی-

حضرت عمرؓ ایک بار حج پر گئے تو شدید گرمی میں ایک جگہ کھڑے ہو گئے- جب زیادہ دیر ہو گئی تو ایک صحابی کے استفسار پر فرمایا کہ ایک دفعہ اونٹ چراتے ہوئے تھک کر میں اس درخت کے نیچے لیٹ گیا تھا تو میرے باپ نے مجھے اس پر مارا تھا- آج آنحضور ﷺ کو قبول کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا اعزاز بخشا ہے کہ لاکھوں آدمی میرے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہیں- حضرت عمرؓ کو وفائے عہد کا بہت خیال تھا- حتیٰ کہ ایک دفعہ کفار نے عین جنگ میں دھوکہ سے ایک حبشی مسلمان سے معاہدہ کر لیا تو بھی آپؓ نے عہد کو پورا کیا-

حضرت عثمان غنیؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز اتنی شدید گرمی تھی کہ دروازہ کھولنے کی بھی ہمت نہیں پڑ رہی تھی- اتنے میں میرے غلام نے مجھے کہا کہ دیکھئے اتنی گرمی میں ایک شخص پھر رہا ہے- میں نے اسے کہا کوئی مسافر ہوگا- مگر تھوڑی دیر بعد جب وہ میرے قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ حضرت عمر فاروقؓ ہیں- میں گھبرا کر باہر نکل آیا تو آپؓ نے فرمایا کہ بیت المال کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے جسے تلاش کر رہا ہوں-

حضرت عمرؓ راتوں کو شہر میں گشت کرتے اور رعایا کے حالات معلوم کرتے- کسی کو بھوکا دیکھتے تو خود اشیائے خورونوش اٹھا کر اُس تک پہنچاتے-

آپؓ کی حکمت و دوراندیشی بے انتہاء تھی جس کا اظہار آپؓ کے فیصلوں سے ہوتا ہے- یروشلم کی فتح کے بعد جب شہر کے پادریوں نے آپؓ سے اپنی عبادتگاہ میں نفل پڑھنے کی درخواست کی تو آپؓ نے فرمایا کہ میں تمہاری عبادتگاہ میں اس لئے نماز نہیں پڑھتا کہ مسلمان یہ کہہ کر تم سے یہ چھین نہ لیں کہ یہ ہماری بھی مقدس جگہ ہے-

جب آپؓ کی وفات ہوئی تو آپؓ بار بار یہی الفاظ کہتے کہ میرے رب! میں سخت کمزور اور خطاکار ہوں ...... میں اپنے آپ کو کسی انعام کا مستحق نہیں سمجھتا، صرف اتنی التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنی ناراضگی اور غضب سے محفوظ رکھ-

-......☆......☆......☆......-

شعرائے احمدیت

محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب

محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب بستی مندرانی ضلع ڈیرہ غازیخان میں حضرت حافظ فتح محمد خانصاحب کے ہاں ۱۹؍اپریل ۱۹۰۸ء کو پیدا ہوئے- ۱۳ سال کی عمر میں آپ کو مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل کروا دیا گیا- حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کے ہم جماعت بھی رہے- آپ کا حافظہ کمال کا تھا، جو پڑھتے زبانی یاد ہو جاتا- ایک ہی سال میں دو جماعتوں کا امتحان دیا اور کامیابی حاصل کی- ۳۰ء میں جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور کامیابی کے بعد بہاولپور میں مبلغ سلسلہ متعین ہوئے- بعد ازاں بطور معلم مدرسہ احمدیہ خدمات انجام دیں- ۳۶ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوئے- ۳۸ء سے نصرت گرلز ہائی سکول میں معلم ہو گئے اور قاضی کے فرائض بھی انجام دیتے رہے- ۳۹ء سے ۴۴ء تک ضلع ڈیرہ غازیخان میں رہے پھر جامعہ احمدیہ کے پروفیسر مقرر ہوئے جہاں سے آنکھوں کی تکلیف کے باعث ریٹائرڈ ہوئے-

محترم مولانا صاحب اردو، عربی اور فارسی کے قادر الکلام شاعر تھے اور تینوں زبانوں میں مختلف شعراء کے ہزارہا اشعار آپکو ازبر تھے- اپریل ۸۲ء میں آپ کی وفات ہوئی- حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کے کلام کے بارے میں فرمایا "میں نے شروع سے آخر تک یہ تمام کلام پُر لطف اور پُر مغز پایا ہے- ممکن نہیں کہ انسان اس پر محض سرسری نظر ڈالتے ہوئے گزر جائے ...... زبان بھی نہایت سلیس اور ہلکی پھلکی ہے، طرز بیان نہایت دلنشیں، فارسی، اردو اور عربی پر برابر دسترس- ماشاءاللہ-......"

محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب کا ذکر خیر اور آپکے کلام پر تبصرہ ماہنامہ "خالد" اپریل ۹۸ء میں مکرم میر انجم پرویز صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے- محترم مولانا صاحب کا نمونہ کلام ملاحظہ فرمائیں :

سکونِ دل جو میسر نہیں تو کچھ بھی نہیں
اگر سکوں ہے تو حاصل ہیں دو جہان مجھے
میں اسکے قدموں پہ سر رکھ کے جاں نثار کروں
ملے جو راہِ محمدؐ کا راہ دان مجھے
بنالوں آنکھ کا سرمہ میں یا رسول اللہ
کبھی ملے جو تری خاک آستان مجھے
مجھے یقیں ہے کہ آخر میں ڈھونڈلوں گا تجھے
قدم قدم پہ ہے ملتا ترا نشان مجھے

-......☆......☆......☆......-

بخاری و مسلم

ماہنامہ "خالد" اپریل ۹۸ء میں مکرم منیر احمد جاوید صاحب کے ایک طویل مقالہ کی تلخیص مکرم احمد طاہر مرزا صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے- اس مقالہ میں حدیث کی دو مستند کتب بخاری و مسلم کے مقام و مرتبہ سے متعلق متفرق آراء شامل ہیں-

امام المحدثین حضرت محمد بن اسماعیل بخاریؒ خراسان کے شہر بخارا میں ۱۳؍شوال ۱۹۴ھ بروز جمعہ پیدا ہوئے- آپؒ عجمی و فارسی النسل تھے- زمانہ طفولیت میں بینائی سے محروم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپؒ کی والدہ ماجدہ کی دعاؤں کے طفیل دوبارہ آنکھوں کا نور عطا فرمایا- آپؒ کے والد ماجد بھی محدّث تھے- دس برس کی عمر میں مکتب سے فارغ ہو کر بخارا کے مشہور عالم امام داخلی کی شاگردی اختیار کی- ۱۶ برس کی عمر میں طلب حدیث کی خاطر طویل اسفار کا آغاز کیا اور حجاز، شام، مصر، جزیرہ خراسان، مرو، بلخ، ہرات، نیشاپور، جیال، سمرقند، تاشقند اور مضافاتِ بخارا کے طویل سفر کئے- آپؒ کے اساتذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے- ۱۸ برس کی عمر میں درس حدیث کا آغاز کیا- آپؒ کا سب سے بڑا کارنامہ چار لاکھ مجموعہ احادیث پر مشتمل جامع صحیح بخاری کی تالیف ہے جس میں مکررات کو حذف کر کے ۲۶۶۳؍ احادیث ہیں اور اس کے بارہ میں سینکڑوں علماء و مشائخ، محدثین و مستشرقین نے آراء دی ہیں- حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے- یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے-"

حضرت اقدسؑ مزید فرماتے ہیں "قرآن شریف کے بعد بالاستقلال وثوق لائق ہماری دو ہی کتابیں ہیں ایک بخاری اور ایک مسلم"-

حضرت امام مسلم بن حجاج القشیری نیشاپوریؒ خراسان کے شہر نیشاپور میں ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے- نیشاپور علم حدیث میں مرکزیت کا مقام رکھتا تھا اور یہیں مشہور اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپؒ نے سماعت حدیث کے لئے عراق، حجاز، مصر وغیرہ کے سفر کئے- آخری سفر بغداد ۲۵۹ھ میں اختیار کیا- آپکے اساتذہ کی طویل فہرست میں امام بخاریؒ اور امام احمد بن حنبلؒ بھی شامل ہیں- امام دار قطنیؒ نے لکھا ہے کہ اگر امام بخاری کا فیضِ صحبت نہ ہوتا تو امام مسلمؒ کا کوئی نام بھی نہ لیتا-

حضرت امام مسلمؒ نے انتہائی احتیاط کے ساتھ تین لاکھ احادیث میں سے صحیح مسلم کا انتخاب کیا ہے- حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ ہم ظن غالب کے طور پر بخاری اور مسلم کو صحیح سمجھتے ہیں واللہ اعلم بالصواب"-

-......☆......☆......☆......-

ہمیں موصول ہونے والے دیگر رسائل میں

ہفت روزہ "بدر" قادیان کے بعض شماروں کے علاوہ جماعت احمدیہ ساؤتھ افریقہ کا دو ماہی انگریزی رسالہ "البشریٰ" مارچ و اپریل ۹۸ء، جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے ماہنامہ "الہدیٰ" کے اپریل ۹۸ء اور مئی ۹۸ء کے شمارے، خدام الاحمدیہ پاکستان کا ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" مارچ ۹۸ء اور اپریل ۹۸ء کے شمارے، لجنہ اماء اللہ پاکستان کے ماہنامہ "مصباح" کے مارچ ۹۸ء اور مئی ۹۸ء کے شمارے، مجلس انصار اللہ پاکستان کا ماہنامہ "انصار اللہ" مارچ ۹۸ء، جماعت احمدیہ کینیڈا کا "احمدیہ گزٹ" جون؍جولائی ۹۸ء، شعبہ وقف نو برطانیہ کا ماہنامہ "المجاہد" جون ۹۸ء اور ماہنامہ "ستیہ دوتن" مئی ۹۸ء و جون ۹۸ء بھی شامل ہیں-

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

/0/98 - /0/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 2nd October 1998
12 Jama-diul-Sani

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.50 Children's Corner: Yassarnal Qur'an Class No. 23 (R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 330, (R)
02.25 Quiz Programme: History of Ahmadiyyat, Part 60 (R).
03.15 Urdu Class: Lesson No. 306 (R)
04.20 Learning Arabic: Lesson No. 12 (R)
04.35 MTA Variety: 'Roshni Ka Safar' (R)
04.55 Homeopathic Lesson: Lesson No.166 (R)
06.00 Tilawat, Seerat-un-Nabi, News
06.50 Children's Corner: Yassarnal Qur'an Class No. 23. (R)
07.05 Pushto Item: Darsul Hadith
07.15 Pushto Item: Waqfeen e Nau, Murdaan
08.00 Tabarrukaat(R): Speech by Choudhry Mohammad Zafrullah Khan Sb. J/S 1968
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.330 (R)
09.50 Urdu Class: Lesson No. 306 (R)
10.55 Computer for Everyone: Part 78
11.30 Bengali Service: Historical 'Panamnagar' Sonargaon.
12.00 Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00 Friday Sermon - LIVE
14.05 Documentary: Majlis Ansarullah Ijtema
14.30 Rencontre Avec Les Francaphones(New): With Huzoor, Rec: 28/09/98.
15.30 Liqa Ma'al Arab: Session No. 331 (R)
16.40 Friday Sermon (R)
18.00 Tilawat Seerat un Nabi
18.35 Urdu Class(New): with Huzoor Rec: 30/09/98
19.40 German Service: MTA special 'Yaome Musleh e Maud (R.A.), More....
20.50 Children's Class: No. 111, Part 1.
21.20 Medical Matters: 'Anaesthesia'
21.50 Friday Sermon (R)
23.00 Rencontre Avec Les Francaphones(New): With Huzoor, Rec: 28/09/98 (R)

Saturday 3rd October 1998
13 Jama-Diul-ani

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.35 Children's Class: No.111, Part 1 (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.331 (R)
02.15 Friday Sermon (R)
03.15 Urdu Class(New): with Huzoor Rec: 30/09/98 (R)
04.20 Computer For Everyone: Part 78 (R)
04.55 Rencontre Avec Les Francaphones(New) With Huzoor, Rec: 28/09/98 (R)
06.00 Tilawat, Darsul Hadith,News
06.50 Children's Class: No.111, Part 1 (R)
07.20 Saraiky Programme: Mulaqat with Huzoor Rec: 05/05/95 With Saraiky Translation
08.20 Dars Malfoozat: Read by Jamal u din Shams Sb
08.45 Medical Matters: 'Anaesthesia' (R)
09.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.331 (R)
10.15 Urdu Class(New): With Huzoor Rec: 30/09/98 (R)
11.25 MTA Variety: An Interview.
12.00 Tilawat, News
12.40 Learning Danish: Lesson No. 10
13.00 Indonesian Hour: Hadith, Children's Corner, More...
14.00 Bengali Service: The significance of Khatam un Nabiyeen (SAW), More...
15.00 Children's Class(New): Rec. 03/10/98
16.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.332 Rec: 21/10/97
17.20 Al-Tafsir ul Kabir: Programme No.12
18.00 Tilawat, Darsul Hadith
18.25 Urdu Class(New): Rec. 02/10/98
19.30 German Service: Sport, Discussion
20.30 Children's Corner: Qur'an Quiz, No. 24
20.50 Q/A Session with Huzoor held in Germany Rec: 21/08/98
22.30 Children's Class(New): Rec. 03/10/98 (R)
23.35 Learning Danish: Lesson No.10 (R)

Sunday 4th October 1998
14 Jama - Diul- Sani

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40 Children's Corner: Qur'an Quiz, No.24 (R)
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.332 (R)
02.05 Canadian Horizon: Q/A Session held in Toronto, With Huzoor, Rec: 21/06/96
03.10 Urdu Class(New): Rec. 02/10/98 (R)
04.15 Learning Danish: Lesson No. 10 (R)
04.50 Children's Class(New): Rec. 03/10/98 (R)
06.00 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.50 Children's Corner: Qur'an Quiz, No.24 (R)
07.10 Friday Sermon: Rec. 02/10/98 (R)
08.15 Q/A Session: Huzoor held in Germany Rec: 21/08/98 (R)
09.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.332 (R)
10.55 Urdu Class(New): Rec. 02/10/98 (R)
12.00 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No. 98
13.10 Indonesian Hour: Dars ul Hadith, Isa Dalam Personal Dunia Kom, More...
14.05 Bengali Service: Lajna speech contest held Dhaka, Nazm, More,..
15.05 English Mulaqat: with Huzoor and guests Rec: 10/07/94
16.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 333
17.10 Alabanian Programme: Q/A Session with Huzoor in Germany. Part 2
18.00 Tilawat, Seerat un Nabi
18.30 Urdu Class(New): Rec. 03/10/98
19.30 German Service
20.30 Children's Corner: Workshop No.5
21.15 Dars ul Qur'an: No.8, Rec: 08.01.98
22.35 MTA Variety: Speech
23.30 Learning Chinese: Lesson No. 98 (R)

Monday 4th October 1998
15 Jama- Diul- Sani

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Workshop No.5 (R)
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 333 (R)
02.15 MTA USA: Q/A Session with Huzoor held in Chino, California. Rec: 22/09/94 (Part 2)
03.15 Urdu Class(New): Rec. 03/10/98 (R)
04.15 Learning Chinese: Lesson No. 98 (R)
04.50 English Mulaqat: with Huzoor and guests Rec:10/07/94 (R)
06.00 Tilawat, Darsul Malfoozat, News
06.50 Children's Corner: Workshop No.5 (R)
07.30 Dars ul Quran: No. 8, Rec:08/01/98 (R)
08.50 MTA Variety: Documentary.
09.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.333 (R)
10.05 Urdu Class(New): Rec.03/10/98 (R)
11.05 MTA Sports: Part 1
12.00 Tilawat, News
12.35 Learning Norwegian: Lesson No. 76
13.05 Indonesian Hour
14.05 Bengali Service: Discussion on Ahmadiyyat, Conditions of Bait, More....
15.05 Homeopathic Class: Lesson No.167 (R)
16.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 334
17.20 Turkish Programme
18.00 Tilawat, Dars Malfoozat
18.20 Urdu Class
19.35 German Service
20.35 Children's Corner: Class No.111, Part 2
21.05 Rohani Khazaine:
22.05 Homeopathic Class: Lesson No. 167 (R)
23.20 Learning Norwegian: Class No.76 (R)

Tuesday 6th October 1998
16 Jama-Diul-Sani

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
00.40 Children's Corner: Class No.111, Part 2(R)
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.334 (R)
02.15 MTA Sports: Part 1(R)
03.05 Urdu Class: (R)
04.10 Learning Norwegian: Lesson No,76 (R)
04.40 Homeopathic Class: Lesson No.167 (R)
06.00 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner: Class No.111, Part 2 (R)
07.15 Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 24/04/97
08.15 Rohani Khazaine (R):
09.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 334 (R)
10.15 Urdu Class:(R)
11.20 Medical Matters: with Syyed Kasem ul Islam Sahib.
12.00 Tilawat, News
12.35 Learning French: Lesson No. 8
13.10 Indonesian Hour: Friday Sermon Rec: 24/10/97
14.10 Bengali Service: Significance of Jihad Local Food Dishes, More....
15.15 Tarjumatul Quran Class: with Huzoor Rec: 06/10/98
16.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 335
17.20 Norwegian Programme
18.00 Tilawat, Dars ul Hadith
18.25 Urdu Class:
19.35 German Service: Sports, Discussion
20.35 Children's Corner: Yassarnal Qur'an Class, No. 24
21.00 Waqfeen e Nau Ijtema, Karachi, Part 2
21.25 Hamari Kaenat: Programme No.143
21.55 Tarjumatul Quran Class(New): Rec: 06/10/98
23.00 Learning French: Lesson No. 8 (R)
23.40 MTA Variety: Interview

Wednesday 7th October 1998
17 Jama-Diul-Sani

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.45 Children's Corner: Yassarnal Quran Class No. 24 (R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.335 Rec: 09/09/97 (R)
02.15 Medical Matters
02.40 Children's Corner: Waqfeen e Nau Ijtema from Karachi, Part 2 (R)
03.10 Urdu Class: (R)
04.15 Learning French: Lesson No. 8 (R)
04.50 Tarjumatul Quran Class: (R)
06.00 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45 Children's Corner: Yassarnal Quran Class No. 24 (R)
07.10 Swahili Programme: Discussion
07.55 Hamari Kaenat: No. 143 (R)
08.25 MTA Variety: By Hafiz Muzuffar Sahib
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No 335 (R)
10.10 Urdu Class: (R)
11.15 MTA Variety: Durr e Sameen, Part 1
12.00 Tilawat, News
12.35 Learning German: Lesson No. 8
13.05 Indonesian Hour
14.05 Bengali Service: Friday Sermon Rec: 10/04/98
15.05 Tarjumatul Quran Class(New): Rec: 07/10/98
16.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 336 Rec:10/09/97
17.15 French Programme: Children's class from Belgium, Part 14
18.00 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.20 Urdu Class: (R)
19.25 German Service: Physik, Kindersendung mit Amir Sahib.
20.35 Children's Corner
21.05 MTA Lifestlye: Perahan
21.35 Speech by Imam Sahib from J/S 1998
22.15 Tarjumatul Quran Class (New): (R)
23.20 Learning German: Lesson No.8 (R)

Thursday 8th October 1998
18 Jama-Diul-Sani

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50 Children's Class (R)
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No. 336 (R)
02.25 Documentary: 'Madame Tussauds'
03.00 Urdu Class (R)
04.05 Learning German: Lesson No. 8 (R)
04.50 Tarjumatul Quran Class: Rec.06/10/98 (R)
06.00 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50 Children's Class (R)
07.20 Sindhi Programme: Friday Sermon Rec: 06/09/98
08.30 MTA Lifestyle: Perahan (R)
09.00 Liqa Ma'al Arab: Session No. 336 (R)
10.05 Urdu Class: (R)
11.10 History of Ahmadiyyat: Quiz Part 61
12.00 Tilawat, News
12.45 Learning Arabic: Lesson No.13
13.00 Indonesian Hour: Hadith, Sinar Islam
14.05 Bengali Service: Q/A with Huzoor, Part I Rec: 30/04/95
14.45 Homeopathy Class: Lesson No.168
16.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.337
17.10 Swedish Programme: Children's Class Pt. 2
18.00 Tilawat, Dars Malfoozat.
18.30 Urdu Class: (R)
19.35 German Service:
20.35 Children's Corner: Yassarnal Quran No.25
20.55 From the Archives: Speech
21.50 Homeopathy Class: No. 168 (R)
23.00 Learning Arabic: Lesson No. 13 (R)

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, October 2, 1998 No. 40

حاصل مطالعہ

(احمد طاہر مرزا - پاکستان)

احرار اور خاکسار

جناب مختار مسعود رقمطراز ہیں:

"کشت و خون کا ہنگامہ بپا تھا۔ ہر طرف آگ لگی تھی مگر لطیفے تھے کہ آئے دن فسادات کی سی باقاعدگی کے ساتھ واقع ہوتے رہتے۔ ایک لطیفہ افکار و حوادث سے نقل کرتا ہوں۔ سون سکیسر میں احرار کا جلسہ تھا۔ ایک کلہاڑی پڑی تھی۔ مقرر نے پہلے اِدھر اُدھر دیکھا، پھر اسے اٹھا کر پاکستان کا مطلب سمجھانا شروع کیا۔ ڈنڈے کے ایک طرف بنگال اور دوسری طرف پنجاب، پھل پر ہاتھ پھیرا اور کہا یہ رہا صوبہ سرحد۔ پھل تیز تھا ہاتھ پھیرتے ہی خون نکل آیا۔ کسی نے توجہ ہٹانے کے لئے نعرہ لگایا "مجلس احرار اسلام"۔ ادھر سٹیج سے آواز آئی، "اجی اس پر مٹی ڈالئے اور پٹی باندھ دیجئے"۔

مجلس احرار کی کلہاڑی کا پھل تیز تھا مگر اس سے بیشتر اپنوں کی ہی انگلیاں اور گردنیں کٹتی رہیں۔ یہی حال خاکساروں کے بیلچے کا تھا۔ اس کی ضرب کاری تھی مگر اس کے وار بھی اپنوں کو سہنے پڑے یہاں تک کہ جب انکساری نے زور پکڑا تو ایک نوجوان نے قائداعظمؒ پر حملہ کر دیا۔ لیگ کا کہنا تھا کہ ان کے پاس کلہاڑی اور بیلچے کے مقابلے میں خنجر ہے مگر یہ دعویٰ ملی ترانے کے مصرعے "خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا" تک ہی محدود تھا"۔

(مختار مسعود "آواز دوست" طبع پانزدھم، لاہور۔ فیروز سنز، ۱۹۹۲ء صفحہ ۳۸،۳۷)

☆......☆......☆

امیر شریعت اور اعتراف حقیقت

مختار مسعود صاحب رقمطراز ہیں:

سرکردہ اور سرکش افراد

"جب میں ملتان میں تعینات ہوا تو ضلع کے اہم افراد کی ایک فہرست پیش ہوئی۔ اس میں سرکردہ افراد بھی تھے اور سرکش اشخاص بھی۔ بڑے سے بڑے ٹوڈی سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے باغ کا نام درج تھا۔ ایک نام دیکھ کر میں ٹھٹھک گیا۔ یہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا نام تھا۔ وہ اپنی ذات سے اک انجمن تھے اور اس انجمن کا نام مجلس احرار اسلام تھا۔ ظفر علی خان نے اسی مجلس احرار کا قافیہ بیزار، اشرار، غلط کار، چندے کے طلبگار اور رسوا سر بازار سے ملایا تھا۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے میں نے اس شخص کا نام جسے بہت لوگ امیر شریعت کہتے ہیں۔ ذہن کے ایک گوشے میں محفوظ کر لیا.......... مجلس احرار کو غیر قانونی قرار دئے ہوئے چھ سال ہو چکے تھے۔ جماعت اپنے انجام کو پہنچی تو گویا جلسہ برخواست ہو گیا۔ نعرے گم، لیڈر اوجھل، جلوس منتشر، ایک دور تھا کہ ختم ہو گیا۔ اور اس کی صرف دو یادگاریں رہ گئیں۔ مجلس کی فروگذاشتیں اور میر مجلس کی خطابت۔ (کتاب محولہ بالا صفحہ ۱۴۷،۱۴۸)

مختار مسعود کی شاہ جی سے ملاقات۔ سوالات

☆...... پہلا سوال: آپ نے براعظم کے مسلمانوں کو اسلام سے قریب آتے دیکھا یا دور جاتے ہوئے پایا؟

"میں نے شاہ جی سے جو سوال کئے وہ سود و زیاں کے بارے میں تھے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ گزشتہ چالیس برس میں جو آپ کی عمومی زندگی پر محیط ہیں آپ نے براعظم کے مسلمانوں کو اسلام سے قریب آتے ہوئے دیکھا ہے یا دور جاتے ہوئے پایا۔ جواب ملا کہ مسلمانوں میں دو طبقے پہلے بھی تھے اور اب بھی ہیں۔ ایک مذہب سے قریب دوسرا مذہب سے کچھ دور۔ ان دونوں طبقوں کا درمیانی فاصلہ اس چالیس سال میں بہت بڑھ گیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جو لوگ مذہب سے بیگانہ ہیں انکی تعداد اور قوت میں بہت اضافہ ہوا ہے"۔

(کتاب محولہ بالاصفحہ ۱۵۳)

☆...... دوسرا سوال: اپنے مقصد میں کیوں کامیابی حاصل نہ ہوئی؟

"میں نے دوسرا سوال پوچھا۔ برعظیم کی گزشتہ چالیس سالہ تاریخ میں ایسے نامور مسلمان ایک ہی وقت میں جمع ہو گئے جس کی مثال نہیں ملتی۔ اگر ان سب کی موجودگی میں اسلام سے بیگانہ ہو جانے والوں کی تعداد اور قوت میں اضافہ ہوا ہے تو اس کے مستقبل کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟۔

جواب: شاہ جی نے فرمایا کہ ہمیں اپنے مقصد میں اس لئے کامیابی نہیں ہو سکی کہ دو برس کے عرصہ میں فرنگی کی تعلیم اور تہذیب نے اپنا پورا تسلط جما لیا تھا۔ آسودہ حال لوگ علی گڑھ کی طرف چلے گئے اور ناکارہ آدمی دینی مدارس کے حصے میں آئے۔ جنگ آزادی کی ہمہ ہمی میں سیاست دین پر اور منافقت دنیا پر غالب آئی۔ ساری توجہ اور توانائی نئی تعلیم اور نئی سیاست کی نذر ہو گئی۔ جو لوگ باقی رہے ان میں سے کچھ ہندو تمدن کے زیر اثر رہ کر گمراہ ہو گئے۔ صرف بچے کھچے اور لٹے پٹے لوگ ہی دین کے قافلے میں شامل ہوئے۔ ہمارا سرمایہ خوب تھا مگر نسل ناخوب تھی۔ نتیجہ ظاہر ہے آبائی ورثہ بھی کھویا، اپنی کمائی بھی گنوائی اور مستقبل کو بھی مخدوش بنا دیا"۔

(کتاب محولہ بالا صفحہ ۱۵۳،۱۵۴)

☆......آخری سوال اگر قیامت کے دن پوچھا گیا تو آپ ناکام تحریکوں کے علاوہ کیا پیش کریں گے؟

میں نے آخری سوال کی اجازت چاہی اور اسے دو طرح سے پوچھا۔ ایک شکل یہ تھی کہ اگر قیامت کے دن آپ سے پوچھا گیا کہ اے وہ شخص جسے بیان و کلام میں چالیس کروڑ افراد پر فوقیت دی گئی تھی اس خطابت کا حساب پیش کرو تو آپ ناکام تحریکوں کے علاوہ کیا پیش کریں گے۔ اسی سوال کی دوسری شکل یہ تھی کہ آپ نے اپنی جدوجہد کا انجام دیکھ لیا۔ اب اگر زمانہ چالیس برس پیچھے لوٹ جائے تو آپ اپنی خطابت اور طلاقت کا دوبارہ وہی استعمال کریں گے یا آپ کی زندگی بالکل نئی ہو گی۔ شاہ جی یکایک خاموش ہو گئے۔ ان کی خاموشی میں آزردگی بھی شامل تھی۔ میں نے موضوع بدل دیا اور اپنی آٹوگراف البم ان کے سامنے کر دی۔ شاہ جی نے اسے پہلو پر رکھا اور لکھا۔

وہ اٹھتا ہوا اک دھواں اول اول
وہ بجھتی سی چنگاریاں آخر آخر
قیامت کا طوفان صحرا میں اول
غبار رہِ کارواں آخر آخر
چمن میں عنادل کا مسجود اول
اور گیاہِ رہِ گلرخاں آخر آخر

ان تین اشعار کے نیچے ایک طویل کشش کے ساتھ سیّد لکھا اور سیّد کے اوپر عطاء اللہ بخاری لکھ کر دستخط مکمل کر دئے۔ یہ بات ۲۸/جون ۱۹۵۹ء کی ہے۔ دو تین برس بعد میں اور منشی عبدالرحمان خان ان کی قبر پر فاتحہ پڑھنے گئے۔ شاہ جی زندہ تھے تو اپنے سامعین کو کبھی بنجر زمین کبھی صحرا اور کبھی قبریں کہہ کر پکارتے تھے۔ آج ہم ان کے سرہانے خاموش کھڑے تھے۔ قبر سے آواز آئی تمہارے تیسرے سوال کا جواب اس روز نہ دے سکا تھا۔ لو آج سنو۔ الفاظ اقبال کے ہیں قصہ مسلم ہندی کا اور حاصل ایک عمر کی خطابت کا۔

مسلم ہندی چرا میداں گذاشت
ہمت او بوئے کراری نداشت!
مشت خاکش آنچناں گردیدہ سرد
گرمیٔ آوازِ من کارے نہ کرد!

(محولہ بالا صفحہ ۱۵۵)

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ: ابوالمسرور چوہدری)

سوڈان

سوڈان میں قحط
ایک ماہ میں ۱۳۳۰، افراد ہلاک

اقوام متحدہ کے پروگرام برائے خوراک کی ترجمان کرسٹیا برتھیوم کے مطابق اگست میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۱۳۳۰ تک پہنچ گئی ہے۔ اقوام متحدہ کا ادارہ خوراک ۱۵ ہوائی جہازوں کے ذریعہ تقریباً ۷۰۰۰ ۲ افراد کو خوردنی اشیاء فراہم کرنے میں مصروف ہے جہاں پر قحط کی وجہ سے ۲ء۱ ملین لوگ شدید مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔

☆......☆......☆

پاکستان

پنجاب پاکستان میں
ایک لاکھ ۹ ہزار ۵ سو ۱۴، افراد قتل
سوا لاکھ عورتوں کی آبروریزی کی گئی

انسپکٹر جنرل پنجاب پولیس کے آفس کے ریکارڈ کے مطابق ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک گزشتہ ۵۰ سالوں میں ایک لاکھ ۹ ہزار ۵ سو ۱۴، افراد قتل ہوئے اس طرح اوسطاً ہر چار گھنٹے بعد ایک شخص قتل ہوتا رہا۔ ایک لاکھ ۶۶ ہزار ۶۴۶ افراد پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ لاکھوں کی تعداد میں مرد، خواتین اور بچے اغوا ہوئے۔ سوا لاکھ عورتوں کی آبروریزی کی گئی۔ ڈکیتی، چوری، راہزنی اور نقب زنی کی ۱۰ لاکھ سے زائد وارداتوں میں اربوں روپے کا مال نقدی، طلائی زیورات اور دیگر قیمتی سامان لوٹ لیا گیا۔ اڑھائی لاکھ سے زائد مویشی چوری ہوئے جن کی مالیت اربوں روپے بنتی ہے۔

(روزنامہ نیشن ۱۷/اگست ۱۹۹۸ء)

☆......☆......☆

بنگلہ دیش

بنگلہ دیش کے ۶۴ اضلاع میں سے
۵۵ اضلاع سیلاب کی لپیٹ میں

بنگلہ دیش میں موجودہ تباہ کن سیلاب سے اب تک ۴۵۰ سے زیادہ افراد جاں بحق اور تین کروڑ سے زیادہ بے گھر ہو گئے ہیں۔ ملک کا دو تہائی سے زیادہ علاقہ زیر آب اور ۶۴ اضلاع میں سے ۵۵ اضلاع اس وقت سیلاب کی لپیٹ میں ہیں۔ اس سیلاب، پانی اور طوفانی بارشوں سے ملک میں مواصلات کا نظام درہم برہم ہو گیا ہے اور متاثرہ علاقوں میں بجلی اور ٹیلی فون کا سلسلہ کئی دنوں سے منقطع ہے۔ سیلاب سے زرعی اراضی پر مشتمل ملک کا وسیع رقبہ متاثر ہوا ہے جس سے قومی خزانہ کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچا ہے۔ ☆☆

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ! انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔